Muslims who believe in the Messiah,
Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as]

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلہ

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

القران الحکیم ۶۵:۱۲

Group Photo at the 2013 National Ijtema Majlis Ansarullah USA
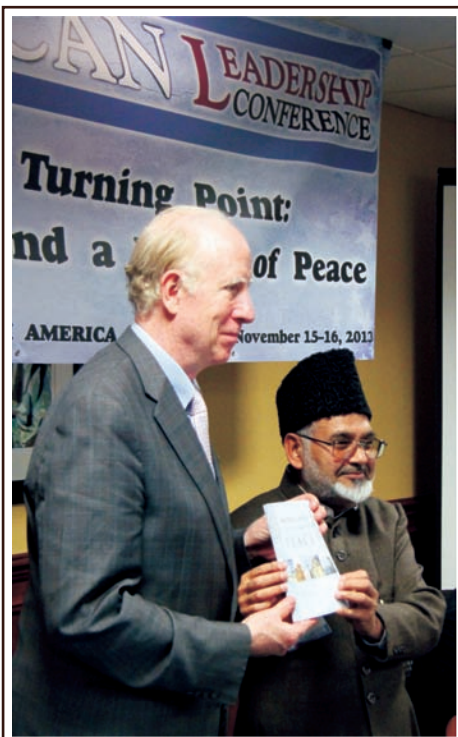
Top: Waqfe Nau Regional Ijtema for PA & NJ Regions at Harrisburg

Above: Waqfe Nau Regional Ijtema for West Midwest Region at Milwaukee

Left: Imam Shamshad presents Dr. Thamas Walsh, International President, UPF, the book of Hadrat Khalifatul Masih V[aba], "World Crisis and Pathway to Peace"

Below: Presenters and Organizers of Inter Faith Meeting - St Paul, MN

نومبر۔ دسمبر 2013

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ...

(الاعراف: 70)

پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ...

(الضحیٰ:12)

اور جہاں تک تیرے ربّ کی نعمت کا تعلق ہے تُو (اسے) بکثرت بیان کیا کر۔

{700 احکامِ خُداوندی صفحہ 72}

نگران: ڈاکٹر احسان اللہ ظفر

امیر جماعت احمدیہ، یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر: ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون: حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ: karimzirvi@yahoo.com

OR

Editor Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

فہرس

قرآن کریم

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۞

(البقرة:213)

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے انہیں دنیوی زندگی خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے اور وہ اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں ٹھٹھا کرتے ہیں اور اس کے بالمقابل جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے وہ (ان) کفار پر قیامت کے دن غالب ہونگے۔ اور اللہ جسے پسند کرتا ہے اُسے بے حساب دیتا ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ :

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ میں بغیر حساب کے الفاظ کفار کیلئے نہیں بلکہ مسلمانوں کے لئے ہیں۔ اور جب کوئی چیز بے حساب ملے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بدلہ سے بہت زیادہ ہے۔ حساب کر کے تو جتنا کسی کا حق بنتا ہے اتنا ہی دیا جاتا ہے مگر بغیر حساب کے اسی صورت میں دیا جاتا ہے جب حق سے زیادہ دیا جائے۔ پس ان الفاظ میں یہ اشارہ مخفی ہے کہ مومنوں کو ان کے بدلہ سے بہت بڑھ چڑھ کر انعام ملے گا۔ دوسرے اس میں کفار کو بتایا کہ تم کو جو کچھ ملا ہے اس کے متعلق تو تم سے پوچھا جائے گا کہ کس کس طرح خرچ کیا ہے۔ لیکن ان کو اس طرح سے ملے گا کہ ان سے حساب بھی نہیں لیا جائے گا۔ گویا تم کو تو ملازموں کی طرح ملا ہے اور تم اس میں خیانت کر کے سزا کے مورد بنتے ہو۔ لیکن ان کو ہدیہ کے طور پر ملے گا۔ اور اس میں تصرف کا ان کو اختیارِ کامل ہوگا۔ دراصل سلوک دو قسم کا ہوتا ہے ایک دوستانہ اور دوسرا ملازمانہ۔ چونکہ دوستی میں غیریت باقی نہیں رہتی اس لئے فرمایا کہ ہم مومنوں کو بغیر حساب دینگے اور ان سے ایسا سلوک کریں گے جو ایک دوست دوست سے کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ میری اُمت میں سے ستّر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے لیکن جس کے ساتھ غیریت کا معاملہ ہو اس سے سختی کے ساتھ حساب لیا جاتا ہے۔ اور حساب ہی کے مطابق اسے معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں کفار کے متعلق یہ الفاظ کہیں استعمال نہیں ہوئے کہ انہیں بغیر حساب دیا جائے گا بلکہ اُن کے متعلق جہاں بھی آیا ہے یہی آیا ہے کہ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ رسول کریم ﷺ نے بھی ایک دفعہ فرمایا مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ۔ یعنی وہ شخص جس کا سختی سے حساب لیا گیا وہ تباہ ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سُنی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا قرآن میں یہ نہیں آتا کہ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کا بھی حساب ہوگا۔ آپ نے فرمایا حساب سے مراد یہ ہے کہ پوری طرح حساب لیا جائے۔ ورنہ مومن کا حساب تو محض سرسری ہوگا (بخاری کتاب الرقاق)۔ پس مومنوں کو جو کچھ ملے گا بغیر حساب کے ہی ملے گا۔

(تفسیر کبیر جلددوم صفحہ 461-462)

۔۔۔۔ احادیثِ مبارکہ ۔۔۔۔

☆عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ، رَدُّ السَّلَامِ، وَعِیَادَةُ الْمَرِیْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ. وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ، حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ، اِذَا لَقِیْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، وَاِذَادَعَاکَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحُکَ فَانْصَحْ لَهُ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ۔

(بخاری کتاب الاستیذان باب افشاء السلام)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں۔ 1۔سلام کا جواب دینا۔ 2۔بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کرنا۔3۔فوت ہوجائے تو اس کے جنازے میں شامل ہونا۔4۔اس کی دعوت قبول کرنا۔5۔اور اگر وہ چھینک مارے اور اَلْحَمْدُلِلّٰهِ کہے تو اس کی چھینک کا جواب یَرْحَمُکَ اللّٰهُ کی دعا کے ساتھ دینا۔ایک اور روایت میں یہ زائد باتیں بھی ہیں کہ جب تو اسے ملے تو اسے سلام کہے اور جب وہ تجھ سے خیر خواہانہ مشورہ مانگے تو خیر خواہی اور بھلائی کا مشورہ دے۔

☆عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللهِ لَاَبَرَّهُ۔

(مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہوتے ہیں یعنی بظاہر معمولی نظر آتے ہیں دروازوں پر سے ان کو دھکے دیئے جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اگر وہ قسم کھالیں کہ ایسا ہو تو خداوند تعالیٰ ویسا ہی کردیتا ہے۔

☆عَنْ أَبِیْ الدَّرْدَآءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَآئِکُمْ۔

(ترمذی ابواب الجهاد باب ماجاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین)

حضرت ابوالدرداء بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔کمزوروں میں مجھے تلاش کرو۔یعنی میں ان کے ساتھ ہوں اور ان کی مدد کر کے تم میری رضا حاصل کرسکتے ہو۔یہ حقیقت ہے کہ کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے ہی تم خدا کی مدد پاتے ہو اور اس کے حضور سے رزق کے مستحق بنتے ہو۔

منظوم کلام امام الزمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق)

ذیل میں جو نظم درج کی جاتی ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صاحب شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو لکھ کر عطا فرمائی تھی جبکہ وہ سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھے۔ خُدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا کے طفیل اُن کی تکالیف دُور کر دیں۔

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تُو فنا کے سامنے　　چل نہیں سکتی کسی کی کُچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن　　ہر کوئی مجبور ہے حُکمِ خُدا کے سامنے

مستقل رہنا ہے لازم اَے بشر تجھ کو سدا　　رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے تُو نہ یُوں مایوس ہو　　مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کُشا کے سامنے

حاجتیں پُوری کریں گے کیا تری عاجز بشر　　کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی　　سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار　　ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دُنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزّت اور منصب اور تنعّم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبداللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اُس کو قسم قسم کے لالچ دیئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزّت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ اُن کو ہیچ سمجھا یہاں تک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا۔ بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اَور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ

براہین احمدیہ میں 23 برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے۔ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ۔ کیا اُس وقت کوئی منصوبہ ہوسکتا تھا کہ 23 یا 24 سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہ وہاں جا کر شہید ہوں گے۔ وہ دل لعنتی ہے جو ایسا خیال کرے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آ کر یہ نشان پورا ہو گیا۔

اس سے پہلے عبدالرحمٰن جو مولوی عبداللطیف شہید کا شاگرد تھا، سابق امیر نے قتل کرایا محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے۔ اور عبدالرحمٰن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبداللطیف کو شہید کرا دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے۔ اس پیشگوئی کے معنے اب مخالفوں سے پوچھو کہ کیا یہ پیشگوئی صریح الفاظ میں نہیں ہے؟ اور کیا یہ اب پوری نہیں ہو گئی ہے؟ کیونکہ انگریزوں کے ملک میں تو کوئی کسی کو بے گناہ ذبح نہیں کرتا ہے اس لئے یہاں تو اس کا وقوع نہیں ہونا تھا اور علاوہ بریں ہماری تعلیم ایسی تعلیم نہیں تھی کہ کوئی اُس کو پکڑ سکے بلکہ یہ تعلیم تو امن کے پھیلانے والی ہے۔ پھر یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوتی؟ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس نشان کو پورا کرنے کے لئے کابل کی سرزمین کو مقدر کیا ہوا تھا اور آخر 24 سال کے بعد یہ پیشگوئی ٹھیک اسی طرح پوری ہوئی جس طرح پہلے فرمایا گیا تھا۔ اس سے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَسٰۤی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ (البقرۃ:217) یہ ایک قسم کی تسلّی ہے۔ یعنی جب ایسا معاملہ ہو تو غم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو اور وہ اچھی نہیں ہوتی ہیں اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور وہ درحقیقت تمہارے لئے مفید ہوتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ارشاد بالکل سچ ہے اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اب وقت آنے والا ہے کہ اس کی شہادت کی حکمت نکلنے والی ہے۔ اور مَیں نے سنا ہے کہ اس وقت چودہ آدمی قید کئے گئے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عبداللطیف کو ناحق شہید کرایا گیا ہے اور یہ ظلم ہوا ہے، وہ حق پر تھا۔ اس پر امیر نے ان آدمیوں کو قید کر دیا ہے اور ان کے وارثوں کو کہا ہے کہ وہ ان کو سمجھائیں کہ ایسے خیالات سے وہ باز آ جائیں۔ مگر وہ موت کو پسند کرتے ہیں اور اس یقینی بات کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اگر عبداللطیف شہید نہ ہوا ہوتا تو یہ اثر کس طرح پیدا ہوتا اور یہ رعب کس طرح پر پڑتا۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ511تا514۔ جدید ایڈیشن)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا جلسہ سالانہ آج شروع ہو رہا ہے اور مجھے یہاں کے جلسہ میں شامل ہونے کی تقریباً سات سال بعد توفیق مل رہی ہے

دنیا میں جلسوں کے انعقاد صرف لوگوں کا اکٹھ نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ جماعت احمدیہ کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بڑی شان سے پورا ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ ارشادات کے حوالہ سے تقویٰ کی ضرورت واہمیت اور اس کے تقاضوں کا تذکرہ اور افراد جماعت کو اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 04 اکتوبر 2013ء بمطابق 04 اخاء 1392 ہجری شمسی بمقام بیت الہدیٰ، سڈنی، آسٹریلیا

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ○

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا جلسہ سالانہ آج شروع ہو رہا ہے اور مجھے یہاں کے جلسہ میں شامل ہونے کی تقریباً سات سال بعد توفیق مل رہی ہے۔ یہ جلسہ سالانہ جس کی بنیاد آج سے تقریباً 123 سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی تھی، جب پہلا جلسہ آج سے 123 سال پہلے منعقد ہوا تھا جو ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ قادیان میں منعقد ہوا اور جس میں صرف 75 افراد شامل ہوئے تھے۔ آج یہ جلسے دنیا کے ایک بڑے خطے میں منعقد ہوتے ہیں جس میں بڑے ممالک بھی شامل ہیں اور چھوٹے ممالک بھی شامل ہیں، امیر ملک بھی شامل ہیں اور غریب ملک بھی شامل ہیں۔ دنیا کا کوئی براعظم ایسا نہیں جس میں یہ جلسہ منعقد نہ ہوتا ہو۔ یقیناً یہ جلسے دنیا کے کونے کونے میں اور ملک ملک میں منعقد ہونے تھے، کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341 ایڈیشن 1986 اشتہار نمبر 88 مورخہ 7 دسمبر 1892ء)

پس دنیا میں جلسوں کے انعقاد صرف لوگوں کا اکٹھ نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ جماعت احمدیہ کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بڑی شان سے پورا ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کے روشن تر نشانوں کے ساتھ پورا ہونے کی دلیل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کہ ''اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے'' صرف الفاظ نہیں بلکہ آج یہ الفاظ ہر نیا دن

طلوع ہونے کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے دکھا رہے ہیں۔ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل مانگتے ہیں۔ اگر آنکھیں بند نہ ہوں، اگر دل و دماغ پر پردے نہ پڑے ہوں تو آپ علیہ السلام کی صداقت کے لئے یہ جلسوں کے انعقاد ہی جو دنیا کے کونے کونے میں ہو رہے ہیں بہت بڑی دلیل ہیں۔ کہ وہ جلسہ جو صرف 123 سال پہلے قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی میں منعقد ہوا تھا، آج دنیا کے تمام براعظموں میں منعقد ہو رہا ہے۔ دنیا کے اس برّ اعظم میں بھی منعقد ہو رہا ہے اور اس براعظم کے اور اس ملک کے بڑے شہر میں منعقد ہو رہا ہے جو وہاں سے ہزاروں میل دور ہے اور ہزاروں مرد و خواتین اور بچے اس میں شامل ہیں۔ اور یہی جلسہ تقریباً ایک مہینہ پہلے بڑی شان کے ساتھ دنیا کے اُس ملک کے دارالحکومت میں منعقد ہوا جس نے ایک لمبا عرصہ ہندوستان پر حکومت کی اور جس کے بعض افسران اور پادریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مقدمے بھی کروائے۔ آپ علیہ السلام کو عدالتوں میں بھی کھینچا۔ لیکن آج اُس ملک کی حکومت کے افسران اور لیڈر حتّٰی کہ اُس ملک کے پادری بھی اس اعتراف کے بغیر نہیں رہ سکے کہ جماعت احمدیہ کا پیغام دنیا کی قوموں اور لوگوں کو اکٹھا کرنے کا پیغام ہے۔ محبت، پیار اور بھائی چارے کا پیغام ہے اور اس پیغام کو دنیا میں پھیلنا چاہئے۔ اسی طرح امریکہ جو دنیا کی بڑی طاقت سمجھی جاتی ہے، اُس کے اربابِ حکومت بھی ہمارے جلسہ میں آ کر، یا اپنے پیغام کے ذریعہ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اسلام کے حقیقی پیغام کا ہمیں جماعت احمدیہ سے پتہ چلا ہے۔

پس یہ جلسے جہاں احمدیوں کے لئے علمی اور روحانی ترقی کا باعث بنتے ہیں اور بننے چاہئیں، وہاں غیروں کو بھی اسلام کی خوبیوں کا معترف بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کو بڑی شان سے پورا کرتے ہیں کہ ان کی خالص تائید حق پر بنیاد ہے، اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے، اسلام کے نام کو بلند کرنے پر بنیاد ہے، اسلام کے اعلیٰ و ارفع مذہب ہونے کو دنیا پر ثابت کرنے کا ذریعہ ہے۔

پس اس زمانے میں جب غیر بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ اسلام کی خوبصورتی کا اقرار کرتے ہیں، جو حقیقی اسلام ہے جو قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق ہے تو کیا ایک احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں ہونا چاہئے۔ ایک احمدی کی ذمہ داری تو ان باتوں سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے کہ اس جلسہ میں شامل ہو کر اپنی علمی، عملی، اعتقادی اور روحانی صلاحیتوں کو کئی گنا بڑھانے کا ذریعہ بنائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے مقاصد میں بتایا تھا کہ اس میں شامل ہو کر تقویٰ اور خدا ترسی میں نمونہ بنو۔ یہ جلسہ تمہارے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے والا بن جائے۔ نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کے لئے نمونہ بن جاؤ۔ بھائی چارے میں ایک مثال قائم کرو۔ انکسار اور عاجزی پیدا کرو۔ دین کی خدمت کے لئے اپنے اندر ایک جوش اور جذبہ پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اس جلسہ کے دنوں میں اپنے عہدِ بیعت کے جائزے لو، جس میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:

''مجھے ایسے لوگوں سے کیا کام ہے جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر اُٹھا نہیں لیتے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 363 اشتہار نمبر 117 التوائے جلسہ 17 دسمبر 1893ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ایک احمدی کے کرنے کے بہت بڑے کام ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بہت بڑا مشن لے کر آئے تھے۔ اگر ہم نے آپ کی بیعت کا حق ادا کرنا ہے اور اس مشن کو پورا کرنا ہے جو آپ لے کر آئے تو پھر ہمیں اُن تعلیمات پر غور کرنا ہوگا جو آپ نے ہمیں دیں۔ ہمیں اُن تمام توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرنی ہوگی جو آپ نے ہم سے رکھیں۔

پس ہمیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم احمدی ہو گئے ہیں اور مقصد پورا ہو گیا ہے۔ اب احمدی ہونے کے بعد ان باتوں اور ان چیزوں اور اُن توقعات کی تلاش کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہیں۔ یہ جلسہ کے تین دن کیونکہ اجتماعی طور پر روحانی ماحول کے دن ہیں اس لئے ان دنوں میں خاص طور پر تلاش کر کے اور یہاں کے پروگراموں سے فائدہ اُٹھا کر ہمیں ایک حقیقی احمدی بننے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے، اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

اِس وقت میں اُس فہرست میں سے چند باتوں کا ذکر کروں گا اور آپ

کے سامنے پیش کروں گا جو اُن معیاروں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جس کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہے۔

جلسہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد آپ نے یہ بیان فرمایا تھا کہ تا آنے والوں کے دل میں تقویٰ پیدا ہو۔ تقویٰ کیا ہے؟ اس بارے میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں، اس کے ذریعہ سے اُن تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے جو انسان کی ہر ایک اندرونی قوّت وطاقت پر غلبہ پائے ہوئے ہیں۔ یہ تمام قوّتیں نفسِ امّارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں''۔ نفسِ امّارہ نفس کی ایسی حالت کو کہتے ہیں جو بار بار بدی کی طرف لے جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنے کی بجائے شیطان نے جو دنیا میں بے حیائی پھیلائی ہوئی ہے، اُس کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ برائیوں کو خوبصورت کرکے دکھاتا ہے۔ فرمایا کہ یہی انسان کا شیطان ہے جو تمہیں ہر وقت بہکاتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ یہ انسانی قوتیں جو انسان کو ورغلاتی رہتی ہیں، ''اگر اصلاح نہ پائیں گی تو انسان کو غلام کر لیں گی''۔ فرمایا کہ ''علم وعقل ہی بُرے طور پر استعمال ہو کر شیطان ہو جاتے ہیں''۔ بعض انسانوں کو اپنے علم پر اور اپنی عقل پر بڑا ناز ہوتا ہے اور یہ ناز ہی اُن کو شیطان بنا دیتا ہے اور یہی علم اور عقل ہی شیطان بن جاتا ہے۔ ''متقی کا کام اُن کی اور ایسا ہی اور دیگر کُل قُویٰ کی تعدیل کرنا ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 21۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی اپنی ان طاقتوں کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں ٹھیک کرنا ہوگا، صحیح موقعوں پر اور انصاف کے ساتھ استعمال کرنا ہوگا اور جب یہ ہوگا تو یہ تقویٰ ہے۔

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اُس کے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے۔ تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسا ہی رُو بہ دنیا تھے، اُن تمام آفات سے نجات پاویں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 7۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس بیعت میں آ کر بھی اگر پاک تبدیلیاں نہ ہوں تو وہ مقصد پورا نہیں ہوتا جس کے لئے بیعت کی گئی ہے۔

پھر ایک جگہ تقویٰ کی وضاحت فرماتے ہوئے، ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ''چاہئے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں، کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغزِ شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں لیکن اگر طالبِ صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلبِ صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المآئدة:28) گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اُس کا وعدہ ہے اور اُس کے وعدوں میں تخلّف نہیں ہوتا۔'' اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ ''جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (الرعد:32)۔ پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیّتِ دعا کے لئے ایک غیر مُنفک شرط ہے تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیتِ دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے؟ لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک اُن میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیّت دعا کا سُرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 68۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ انسان کو ہر وقت اپنے قویٰ سے کام لینا چاہئے۔ فرمایا کہ: ''غرض یہ قویٰ جو انسان کو دئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔'' فرمایا: ''مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوّت کے لوگ آتے ہیں جو نور اور صدق اور صفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص اپنے آپ کو ان قُویٰ سے محروم نہ سمجھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کر دی ہے جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں ان برکات سے حصہ نہیں ملے گا''۔ یعنی فلاں لوگوں کو ملنا ہے اور ہمیں نہیں مل سکتا، ایسی کوئی فہرست نہیں ہے۔ فرمایا: ''خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی بھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی ایک مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ،

سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اورعشاء۔ ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 234-233۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اس بارے میں وضاحت فرماتے ہوئے کہ نماز کی اصل غرض اور مغز دعا ہی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ: ''نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ اُلوہیّت اور عبودیّت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے''۔ اللہ تعالیٰ اور بندے میں اسی قسم کا تعلق ہے۔ ''جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازے پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو اُلوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے''۔ رونے اور آہ وزاری کو چاہتا ہے۔ ''اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 234۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید رونے دھونے سے اور دعاؤں سے کچھ نہیں ملتا۔ اور آجکل دہریت نے نوجوانوں میں بھی اور بعض لوگوں میں بھی اس قسم کے خیالات بڑے زور شور سے پیدا کرنے شروع کئے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

''بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات قدرت وتصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے''۔ یہ سچی توبہ شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے ہیں، اُن کی پابندی کرنی ہوگی۔ ''اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے ؎

''عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست''

کہ یہ عاشق کیسا ہے کہ یار نے اُس کے حال کو دیکھا تک نہیں۔ اے دوست! درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب تو حاضر ہے۔ تمہارے اندر ہی وہ درد پیدا نہیں ہو رہا اور نہ علاج کے لئے اللہ تعالیٰ تو حاضر ہے۔

فرمایا کہ:

''خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل وبرکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 234۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر عاجزی اور انکساری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب وپندار غضب سے پیدا ہوتا ہے'' غرور وتکبر غضب سے پیدا ہوتا ہے'' اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب وپندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔'' یعنی غصہ بھی تکبر کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور تکبر اور نخوت کی وجہ سے غصہ پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا: '' کیونکہ غضب اُس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔'' انسان اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ ''مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں، یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں''۔ یعنی کسی کو اپنے آپ سے کم سمجھیں'' خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے''۔ اگر یہ حقارت دل میں رکھی تو جس طرح ایک بیج بویا جاتا ہے

اور بڑھتا ہوا پودا بن جاتا ہے اور پھر درخت بن جاتا ہے، اسی طرح یہ حقارت بڑھے گی اور جب یہ حقارت بڑھے گی تو انسان کو ہلاک کر دے گی۔ فرمایا کہ: ''بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں''۔ بڑوں کو ملے، بڑے ادب سے پیش آئے، بڑی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ ''لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ج وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔(الحجرات:12) کہ تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق و فُجّار کا ہے''۔ اُن لوگوں کا ہے جو دین بھولنے والے ہیں اور دور ہٹنے والے ہیں۔ ''جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے''۔ ہیں تو ہم سب اللہ تعالیٰ کے بندے، جب وہی اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سب کو ملنے ہیں تو کیا پتہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس پر زیادہ ہونے ہیں۔ ''مکرّم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ O(الحجرات:14)۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ23-22۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک موقع پر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبّت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دُور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزّت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے''۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ ''اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو''۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی لڑائی تو نہیں، اللہ تعالیٰ سے سچی صلح یہی ہے کہ اُس کے احکامات پر عمل کیا جائے اور اُس کی عبادت کا حق ادا کیا جائے، اُس کے بندوں کے حقوق ادا کئے جائیں۔ ''اور اس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے''۔ کوشش کرو گے ''تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو'' جڑی بوٹیوں کو ''اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور کھیت کو خوش نما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں، ان کی مالک پروا نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑ ہارا ان کو کاٹ کر اپنے تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی بھی پروا نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں ہر روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر اُن پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو کتنی باز پُرس ہوتی ہے''۔ ایک انسان مارا جاتا ہے تو باز پرس ہوتی ہے، قانون پوچھتا ہے، لیکن جانور ذبح ہوتے ہیں، کوئی رحم نہیں کرتا۔ ''سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپروا بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے، کیونکہ کوئی بات بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ ...... یہ میری وصیت ہے اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور خُلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 175-174۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر جماعت کو اخلاقی ترقی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''پس ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ مشہور ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی اُن پر سختی کرے تو حتی الوسع اس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں''۔ اور یہی ایک سبق ہے جو ہم دنیا کو دیتے ہیں کہ یہ معیار ہے دنیا میں امن قائم کرنے کا، اور دنیا پھر اس کو پسند کرتی

ہے۔ لیکن ہمارے عملی نمونے بھی ایسے ہونے چاہئیں۔

فرمایا: ''انسان میں نفس بھی ہے اور اس کی تین قسم ہیں۔ اَمّارہ، لوّامہ، مُطْمَئِنّہ۔ اَمّارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوش کو سنبھال نہیں سکتا'' جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا ''اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے۔ مگر حالت لوّامہ میں سنبھال لیتا ہے''۔ دل بار بار اُس کو ملامت کرتا ہے کہ میں نے برائی کی۔ فرماتے ہیں کہ: ''مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدی نے بوستان میں لکھی ہے کہ ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا۔ گھر آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟'' اُس کتے کو۔ ''اس نے جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کُتّپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کُتّپن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا، مگر ان کو اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ (الاعراف:200) کا ہی خطاب ہوا۔ خود اُس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں مگر اس خُلقِ مجسّم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ اُن کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزّت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اُس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کے مخالف آپؐ کی عزّت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل وخوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔ غرض یہ صفت لوّامہ کی ہے جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کر لیتا ہے۔ روزمرّہ کی بات ہے اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے۔ جس قدر اس سے اعراض کرو گے، اسی قدر اُس سے عزت بچا لو گے۔ اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کرو گے تباہ ہو جاؤ گے اور ذلت خرید لو گے۔ نفسِ مُطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا اور ماسوی اللہ سے بکلّی انقطاع کر لیتا ہے۔ وہ دنیا میں چلتا پھرتا اور دنیا والوں سے ملتا جلتا ہے لیکن حقیقت میں وہ یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وہ ہوتا ہے وہ دنیا اور ہی ہوتی ہے اور وہاں کا آسمان اور زمین اور ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 64۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یہی نئی زمین اور آسمان پیدا کرنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے۔ پس اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس پر قابو رکھنے والا ہو تو جہاں ہم اپنے تعلقات میں، محبت اور پیار میں بڑھنے والے ہوں گے وہاں تبلیغ کے بھی کئی راستے کھولنے والے ہوں گے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ آپس میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی اور جھگڑا شروع کر دیتے ہیں اور جلسوں پر بھی ایسے واقعات ہو جاتے ہیں اور یہ سب باتیں جلسہ کے تقدس کو خراب کر رہی ہوتی ہیں۔ یہاں سے بھی مجھے شکایتیں آتی رہی ہیں کہ باہر نکلے، پارکنگ میں گئے، لڑائیاں ہو گئیں، پرانے جھگڑے تھے، خاندانی جھگڑے تھے یا کاروباری جھگڑے تھے اُس پر لڑائیاں ہو گئیں اور ایک جلسہ کا جو تقدس تھا، جو ماحول تھا اُس کو خراب کر دیا۔ یا نکلتے ہی بھول گئے کہ ہم کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر کے جا رہے ہیں۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف غیروں کے سامنے صبر اور برداشت کی تلقین نہیں فرمائی ہے کہ غیروں کے سامنے صبر اور برداشت کرو بلکہ آپس میں بھی قرآنِ کریم فرماتا ہے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30) کہ رحم اور محبت کو اپنے آپ میں بھی رائج کرو اور پہلے سے بڑھ کر کرو، دوسروں سے بڑھ کر کرو۔ اس کی بہت زیادہ تلقین فرمائی گئی ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔

پھر وہ لوگ جو آپ کی جماعت میں شامل ہو کر آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اُن کو بشارت دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْآ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (آل عمران:56) یہ تسلّی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا''۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا۔ ''مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارتِ عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وُہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کار بند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے، تو یاد رکھو اور دل سے سن لو مَیں ایک بار پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق

رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں، بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کاملؐ کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواتھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان کر کے سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے) کی سچّی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اُس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ اس سے زیادہ اور مَیں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 65-64۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوّت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یقین سے اپنا ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا ردّ نہیں کرتا ہے۔ پس خدا سے مانگو اور یقین اور صدقِ نیّت سے مانگو۔ میری نصیحت پھر یہی ہے کہ اچھے اخلاق ظاہر کرنا اپنی کرامت ظاہر کرنا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں کراماتی نہیں بننا چاہتا تو یاد رکھے کہ شیطان اسے دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ کرامت سے عُجب اور پندار مراد نہیں ہے۔ کرامت سے لوگوں کو اسلام کی سچائی اور حقیقت معلوم ہوتی ہے اور ہدایت ہوتی ہے۔ مَیں تمہیں پھر کہتا ہوں کہ عُجب اور پندار تو کرامتِ اخلاقی میں داخل ہی نہیں۔ پس یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ دیکھو یہ کروڑ ہا مسلمان جو رُوئے زمین کے مختلف حِصص میں نظر آتے ہیں کیا یہ تلوار کے زور سے، جبر واکراہ سے ہوئے ہیں؟ نہیں! یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اسلام کی کراماتی تاثیر ہے جو ان کو کھینچ لائی ہے۔ کرامتیں انواع واقسام کی ہوتی ہیں۔ مِنجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہے''۔ اچھے اخلاق دکھاؤ تو یہی کرامت بن جاتی ہے۔

''انہوں نے جو مسلمان ہوئے صرف راستبازوں کی کرامت ہی دیکھی اور اس کا اثر پڑا۔ انہوں نے اسلام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا۔ نہ تلوار کو دیکھا۔ بڑے بڑے محقق انگریزوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ اسلام کی سچّائی کی روح ہی ایسی قوی ہے جو غیر قوموں کو اسلام میں آنے پر مجبور کر دیتی ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 92۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اگر آپ کے عمل تعلیم کے مطابق ہوں گے، اگر ہمارا ہر قول وفعل قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق ہوگا، اُس طرح ہوگا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں تو ایک تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ بن جائے گا۔ صرف پاکستانیوں کی یا چند فجین (Fijian) لوگوں کی یہاں تعداد بڑھنے سے احمدیت نہیں پھیلے گی۔ مقامی لوگوں میں تبلیغ کرنے کے لئے بھی اپنے عملوں کو ایسا بنانا ہوگا کہ لوگوں کی توجہ ہماری طرف پیدا ہو اور یہ بھی ایک جلسہ کا بہت بڑا مقصد ہے۔

پس یہ تقویٰ میں ترقی، اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ، اللہ تعالیٰ سے تعلق، دعاؤں اور نمازوں کی طرف توجہ، یہی باتیں ہیں جو افرادِ جماعت کو انفرادی طور پر بھی فائدہ پہنچانے والی ہوں گی اور من حیث الجماعت، جماعت کو بھی فائدہ پہنچانے والی ہوں گی۔ جماعت کی ترقی میں ہر اُس شخص کو شامل کریں گی جو یہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ جلسہ کے اس ماحول میں ان دنوں میں اپنے جائزے لیں۔ ہر احمدی کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم کس حد تک ان نصائح اور توقعات پر پورا اُترنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہیں اور کوشش بھی ہر احمدی کو کرنی چاہئے کہ ہم ان باتوں پر عمل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کے لئے کی گئی دعاؤں کے بھی وارث بنیں۔ ان دنوں میں بہت دعائیں کریں، اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا شکر ادا کریں کہ اُس نے ہمیں جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق دے کر ہماری اصلاح کا ایک اور موقع عطا فرمایا ہے۔ دعا کریں ہم اُن لوگوں میں شامل نہ ہوں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ نہیں لیتے۔ بلکہ اُن میں شامل ہوں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ان دنوں سے بھر پور فیض اُٹھانے والے ہوں اور حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بنیں۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ کا جنازہ ہے جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ امۃ الحیٔ بیگم صاحبہ کی بیٹی تھیں اور محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔30 ستمبر کو 95 سال کی عمر میں مَیری لینڈ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوتی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی، اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بہن اور میری خالہ تھیں۔ گویا حضرت خلیفہ اول سے لے کر اب تک خلفاء سے ان کا رشتہ تھا۔ پہلے بھی ان کا میرے سے بڑا پیار کا تعلق رہا۔ پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مجھے امیر مقامی اور ناظرِ اعلیٰ بنایا تو اُس وقت پیار کے ساتھ احترام بھی شامل ہو گیا اور خلافت کے بعد تو اس تعلق میں ایک عجیب طرح کا رنگ آ گیا کہ حیرت ہوتی تھی۔ انتہائی ملنسار اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ناصرات جو احمدی بچیاں ہیں، اُن پر بھی ان کا ایک اس لحاظ سے احسان ہے جو تاریخ احمدیت میں درج بھی ہے کہ 1939ء میں احمدی بچیوں کے لئے مجلس ناصرات الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا تھا، جس کی پہلی صدر یا نگران محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ تھیں اور سیکرٹری صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ تھیں اور اس کی تحریک بھی انہی نے کی تھی۔ آپ کہتی ہیں جب مَیں دینیات کلاس میں پڑھتی تھی تو میرے ذہن میں یہ تجویز آئی کہ جس طرح خواتین کی تعلیم کے لئے لجنہ اماء اللہ قائم ہے، اسی طرح لڑکیوں کے لئے بھی کوئی مجلس ہونی چاہئے۔ چنانچہ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب کی بیگم صاحبہ اور محترم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب کی بیگم صاحبہ اور اسی طرح اپنی کلاس کی بعض اور بہنوں سے خواہش کا اظہار کیا اور ہم نے مل کر لڑکیوں کی ایک انجمن بنائی جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی منظوری سے ناصرات الاحمدیہ رکھا گیا۔ بلکہ یہ مجلس ہی تھی یا کوئی اجلاس ہو رہا تھا کہ خلیفۃ المسیح الثانی وہاں سے گزرے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ نوجوان لجنہ یا اس طرح کا کوئی لفظ استعمال کیا تھا، کہ کوئی تنظیم ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ تو بہرحال پھر ان کے جو استاد تھے، اُن کی تحریک پر اجازت لی اور پھر باقاعدہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ناصرات الاحمدیہ نام تجویز کیا اور یہ مجلس بنی۔ ہر ایک کا ان کے بارے میں یہی خیال اور تبصرہ ہے کہ انتہائی سادہ مزاج اور غریب نواز تھیں۔ مہمان نوازی کی صفت بہت نمایاں تھی۔ خصوصاً جلسہ کے دنوں میں اپنا سارا گھر مہمانوں کے لئے دے دیا کرتی تھیں اور ایک سٹور میں سارا خاندان اکٹھا ہو جاتا تھا۔ بلکہ بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ سٹور بھی نہیں، مہمانوں کے سپرد سارا گھر ہوتا تھا اور آپ گھر والے باہر ٹینٹ لگا کر رہتے تھے۔ مہمانوں کی بہت ہی زیادہ خاطر مدارت کرتی تھیں۔ اور یہ ان میں غیر معمولی صفت تھی۔ امیر و غریب سب کے لئے برابر مہمان نوازی تھی۔ بہت غریب پرور تھیں۔ غریبوں کا بہت خیال رکھنے والی تھیں۔ نہایت خندہ پیشانی سے ان سے پیش آتیں۔ ان کے جو بچے جو انہوں نے پالے، اُن میں سے کئی کے یہی بیان ہیں کہ ہمیں بیٹے یا بیٹی کی طرح رکھا۔ اچھے سکولوں میں تعلیم دلوائی، گھر میں اچھی طرح رکھا، کپڑے اچھے پہنائے اور اُن کی خوراک وغیرہ کا خیال رکھا۔ کئی یتیم بچیوں کی شادیوں کا انتظام آپ نے کیا۔ اور بہرحال مَیں نے تو ان جیسا غریب پرور کوئی کم ہی دیکھا ہے۔ گھر میں اگر کسی یتیم یا غریب کی پرورش کی ذمہ داری لی ہے تو پھر اپنے بچوں کی طرح اُنہیں رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچے تین بیٹیاں اور ایک بیٹے ہیں ڈاکٹر ظہیر الدین منصور۔ سارے امریکہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی اپنی والدہ اور والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

کتاب "صوبہ خیبر پختونخواہ میں احمدیت کا نفوذ" کیلئے معلومات درکار ہیں

خاکسار صوبہ خیبر پختونخواہ میں احمدیت کے نفوذ پر کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں احباب سے درخواست ہے کہ اگر کوئی مضمون یا تصاویر وغیرہ بھجوانا چاہتے ہوں تو اس ایڈریس پر میل کر دیں۔ شمس الدین اسلم

261, Encoreway Corona,
CA-92879 (U.S.A)
Email:sdaslam@hotmail.com
Ph. 951-278-2001

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اردو زبان پر احسانات

امتہ الباری ناصر

دنیا کی کسی بھی زندہ زبان کو مثال بنا کر جائزہ لیا جائے تو اس میں ارتقائی عمل جاری وساری نظر آئے گا۔ رواں دواں وقت کے ساتھ قدیم وجدید کی تقسیم جاری رہتی ہے۔ ہمیشہ کچھ الفاظ، محاورے اور طرزِ بیان پرانے اور متروک ہوتے رہتے ہیں۔ تغیر زمانی کے ساتھ تغیر مکانی سے بھی زبان میں مختلف تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ زبانوں کے نقطۂ عروج اور معیار کے بارے میں بھی آراء مختلف ہوتی ہیں کوئی قدیم انداز کو معیاری خیال کرتا ہے کوئی جدت پسند ہوتا ہے۔ اسی طرح زبانوں کے مستقبل بھی موضوعِ گفتگو بنتے رہتے ہیں۔ دراصل ہر علم، تمام وکمال، اللہ تعالیٰ کو ہے وہ مالک جسے چاہے جس قدر عنایت فرمادے اردو زبان کی خوش قسمتی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے الہامی زبان بنایا اور اپنے فضل واحسان سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جناب سے اس درویش زبان پر قدرت عطا فرمائی ہے اور اس زبان کا نقطہءعروج اور مستقبل دونوں آپ کی ذات سے وابستہ کردیئے۔

اردو کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر میں صوفیاءعظام اور علمائے کرام نے اسے ذریعہ اظہار بنایا اور قرآن پاک کے تراجم سے لے کر اصلاحی ملفوظات ومنظومات کے ضخیم ذخائر اردو زبان کے قابلِ فخر سرمایے میں شامل کردیئے۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب نے اپنی تصنیف ''قاموس الکتب'' میں اردو میں شائع ہونے والی مذہبی کتب کی ایک طویل فہرست شائع کی ہے۔ یہ ایک طرح سے اردو زبان کی خدمت دین کی اہلیت حاصل کرنے کی تیاریاں تھیں۔ سنجیدہ مذہبی موضوعات نے اسے صاحبانِ علم کی پسندیدہ زبان بنا دیا۔ فارسی، عربی اور ہندی کی آمیزش سے کرّہ زمین کے ایک بہت بڑے حصے پر رہنے والوں کے لئے یہ زبان اپنائیت رکھتی ہے۔ اپنی اس حیثیت پر نازاں ہو کر اسے بھی زبان مل گئی۔ اس کی ترجمانی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک روح پرور بیان پڑھئے:-

''خداتعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانے پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہمی تعلقات پیدا ہوگئے۔ اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں اور کثرتِ مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہوسکے سو اس وقت حسبِ منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ:4) نیز حسب منطوق آیت

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا (الاعراف :159)

آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور مطابع اگن بوٹ اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ:

یا رسول اللہ! ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ تمام عامۂ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتے ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیتِ قرآن پھیلا سکتے ہیں۔

تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں مگر میں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوشِ مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلۂ جمیع مِلل ونحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوئے تھے۔''

(تحفہ گولڑویہ' روحانی خزائن جلد17صفحہ262,263)

اللہ تعالیٰ نے دَورِ آخرین میں آنحضرت ﷺ کے بروز کو سلطان القلم قرار دیا اور

اردو کو اس بادشاہ کے اسلحہ خانے کا ہتھیار بنا دیا۔ آپ کے قلم کو 'ذوالفقار علی' قرار دیا اور اشاعت و حمایتِ دین کے دلائل و براہین کی آسمانی بارش کے ساتھ زبردست قوتِ بیان عطا فرمائی۔ معرفت و عرفانِ الٰہی کے پُر شوکت بیان سے معطّر آپ کی تصانیف، نثر و نظم، نے اردو زبان کو اہمیت، افادیت اور عظمت عطا فرمائی۔ اردو زبان کا نصیب جاگا اور یہ قرآنی پیشگوئی ''مطبوعات کی کثرت ہو گی'' (التکویر) کی تکمیل میں کام آئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ 'اسلام سب مذاہب پر غالب آئے گا' سب مذاہب سے دلائل کی جنگ میں نہ صرف پوری اُتری بلکہ فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑ دیئے ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

''اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا کہ سیف کا کام قلم سے لیا جائے گا اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے.... اُس (خدا) نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارگزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھاؤں.... خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو ان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے اس کو پاک کروں۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ59,60)

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے اُمیدوار

اس سلطان القلم نے براہین احمدیہ سے پیغام صلح تک تقریباً 90 کتب جو دس ہزار صفحات پر مشتمل ہیں (ان میں قریباً 22 عربی زبان میں ہیں) اپنے معجز نما قلم سے تحریر فرمائیں۔ 20 ہزار سے زائد اشتہارات مشتہر فرمائے نوے ہزار سے زائد مکتوبات تحریر فرمائے عربی، اردو اور فارسی میں گراں قدر منظوم کلام کے الوہی چشمے اُچھال دیئے اور اس شاہانہ انداز میں گویا کہ مالک الملک آپ کے ہاتھ سے خود لکھوا رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

'میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے.... بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اس کو لکھتا جاتا ہوں.... دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے جب میں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح روح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہی عادت اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ نشانوں کی قسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔'

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18ص، 434-435)

آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا

'در کلامِ تو چیزے است کہ شعراء را در آں دخلے نیست۔

كلام افصحت من لدن رب كريم

ترجمہ۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔'

(تذکرہ صفحہ 508)

جس مقدس وجود نے اللہ تعالیٰ سے تعلیم پائی ہو اُس کی وجاہت و بلاغت کا قلم کی جادوگری اور اسلوب و بیان کی خوبیاں بیان کرنا آسان کام نہیں۔ یہ آسمانی سلسلے ہیں۔ کلمات قدسیہ ہیں۔ جن کی سمجھ بھی خدا کے فضل و احسان سے عطا ہوتی ہے۔ اس انوکھی جادوگری کا اقرار اگر اغیار کی طرف سے ہو تو زیادہ جاذبِ توجہ ہوتا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا اخبار وکیل امرتسر میں پیش کیا ہوا خراجِ تحسین ملاحظہ ہو۔

''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر اور زبان جادو۔۔۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔۔۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابل پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔''

(اخبار وکیل امرتسر بحوالہ بدر 18 جون1908)

مرزا حیرت دہلوی کی ادارت میں شائع ہونے والے ''کرزن گزٹ'' کی 1908ء کی درج ذیل تحریر آج بھی زندہ ہے:

'مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں اس نے مناظرہ کا رنگ بالکل ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابل زبان کھول سکے۔ اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں ایسی قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا لکھنے والا نہیں اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔'

(بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد دوم صفحہ 565,566)

مستقبل کی زبان

اللہ تعالیٰ نے اس زبان کو یہ اعزاز بھی عطا فرمایا کہ اسے الہامی زبان بنا دیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر عربی کے بعد سب سے زیادہ الہام اردو میں ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تحریر فرماتے ہیں۔

''چونکہ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عربی کے بعد اردو میں الہام زیادہ کثرت سے ہوا میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ زبان ہندوستان کی اردو ہو گی اور دوسری کوئی زبان اس کے مقابل پر ٹھہر نہ سکے گی۔''

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 444)

ہماری مادری زبان

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرزِ تحریر بالکل جداگانہ ہے اس کے اندر اتنی روانی اور سلاست پائی جاتی ہے کہ وہ باوجود سادہ الفاظ کے، باوجود اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جس سے عام طور پر دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ انبیاء کا کلام مبالغہ، جھوٹ اور نمائشی آرائش سے خالی ہوتا ہے۔ اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں انسان اسے پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کر جسم کے گرد لپٹتی جا رہی ہیں۔۔۔'

(خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 217)

جماعت احمدیہ پر یہ خاص فضل خداوندی ہے کہ آپ کی تحریرات کے خزانہ کی وارث ہے۔ ان تحریروں سے وابستگی خدا تعالیٰ سے وابستگی کی ضامن ہے۔ اسی مقصد سے ہمارے خلفائے کرام بھی ہمیں اس عظیم الشان لٹریچر سے افادہ کی برکات سے آگاہ کرتے رہتے ہیں اور اردو زبان سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

''میں آپ کو ایک نصیحت تو یہ کروں گا کہ اردو کو نئی زندگی دو اور ایک نیا لباس پہنا دو آپ لوگوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ اسی زبان میں گفتگو کیا کریں۔۔۔ اور اسے اتنا رائج کر دیا جائے کہ آہستہ آہستہ یہ ہماری مادری زبان بن جائے۔۔۔ میرے نزدیک اردو زبان کو ہی ہمیں اپنی زبان بنا لینا چاہیئے اور اسے رواج دینا چاہیئے۔''

(بحوالہ روزنامہ الفضل 12/ اگست 1960ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے درج ذیل ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا اندازِ تحریر ہی اردو کا نقطۂ عروج اور مستقبل ہے۔

''حضرت مسیح موعود نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ اردو میں شامل ہو کر رہیں گے کیونکہ اب اردو زبان کو اس طرف لے جایا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو الفاظ استعمال کئے وہ اردو کے سمجھے جائیں گے ...ان کی اردو نمونہ کے طور پر ہے اور وہی اردو دنیا میں قائم رہے گی۔

(روزنامہ الفضل 6 اگست 1933ء)

''میں اپنی جماعت کے مضمون نگاروں اور مصنفوں سے کہتا ہوں کسی کی فتح کی علامت یہ ہے کہ اس کا نقش دنیا پر قائم ہو جائے پس جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نقش قائم کرنا جماعت کے ذمے ہے۔ آپ کے اخلاق کو قائم کرنا اس کے ذمے ہے۔ آپ کے دلائل کو قائم رکھنا ہمارے ذمے ہے۔ آپ کی قوتِ قدسیہ اور قوتِ اعجاز کو قائم کرنا جماعت کے ذمے ہے۔ وہاں آپ کی طرزِ تحریر کو قائم رکھنا بھی جماعت کے ذمے ہے اور یہ مصنفوں اور مضمون نگاروں کا

کام ہے۔۔۔چاہئے کہ ہماری تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رنگ میں رنگین ہوں"

(خطباتِ محمود جلد 13صفحہ 218)

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر اپنے اندر ایسا جذب رکھتی ہے کہ اس کی نقل کرنے والے کی تحریر میں بھی بہت زیادہ زور اور کشش پیدا ہو جاتی ہے۔۔۔اگر ہمارا طرزِ تحریر وہی ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے تو پھر دیکھو کتنا اثر ہوتا ہے دلائل بھی بیشک اثر کرتے ہیں مگر سوز اور درد اس سے بہت زیادہ اثر کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں دلائل کے ساتھ ساتھ درد اور سوز پایا جاتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایسا پانی ہے جس میں ہلکی سی شیرینی ملی ہوئی ہے۔"

(خطباتِ محمود جلد 13صفحہ 219)

حضرت اقدسؑ کا اسلوبِ بیان حاصل کرنے کا طریق

جماعت کے صاحبانِ قلم کو ایک اعلیٰ اور ارفع مقصد دینے کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کے حصول کا طریق بھی بتایا کہ زیادہ سے زیادہ حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریرات کا مطالعہ کیا جائے آپ کے طرزِ تحریر کو اپنانے کی شعوری کوشش کی جائے جماعت کے قلمکاروں کا ایک منفرد رنگ ہو۔ جو دبستانِ دہلی اور دبستانِ لکھنؤ سے ہٹ کر دبستانِ قادیان کا اسلوب رکھتا ہو۔ آپؓ نے اس کے لئے جدوجہد کی اور اپنی تصنیفات سے پہلے حضرت اقدسؑ کی تحریروں کا بغور مطالعہ کیا حتّٰی کہ یہ ارادی کوشش فطرت ثانیہ بن گئی اور آپ کے معجز رقم قلم نے حضرت اقدسؑ کی ہُو بہُو کو منعکس کیا

میں نے یوں ڈوب کے تحریریں پڑھی ہیں اس کی
مجھ میں رچ بس گئی اس ماہ لقا کی خوشبو

صرف ونحو کے مروج اصولوں سے ماورا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'صرف ونحو ایک ایسا علم ہے جس کو ہمیشہ اہلِ زبان کے محاورات اور بول چال کے تابع کرنا چاہئے۔ اور اہلِ زبان کی مخالفانہ شہادت ایک دم میں نحو وصرف کے بناوٹی قاعدہ کو رد کر دیتی ہے۔ ہمارے پر اللہ اور رسول نے یہ فرض نہیں کیا کہ ہم انسانوں کے خود تراشیدہ صرف ونحو کو اپنے لئے ایسا رہبر قرار دیدیں کہ باوجودیکہ ہم پر کافی اور کامل طور پر کسی آیت کے معنی کھل جائیں اور اس پر اکابر مومنین اہلِ زبان کی شہادت بھی مل جائے تو پھر بھی ہم اس قاعدہ صرف اور نحو کو ترک نہ کریں اس بدعت کے الزام کی ہم کو حاجت کیا ہے کیا ہمارے لئے کافی نہیں کہ اللہ اور رسول اور صحابہ کرام ایک صحیح معنے ہم کو بتلاویں نحو اور صرف کے قواعد اطراد بعد الوقوع ہے۔'

(الحق مباحثہ دھلی ' روحانی خزائن جلد 4صفحہ 183)

حضرت اقدس علیہ السلام کی نثر اور نظم پڑھنے کا ذوق رکھنے والے آپ کے منفرد انداز کا اپنے اپنے رنگ میں حسبِ استطاعت اثر لیتے ہیں۔ آپ کے الفاظ' تراکیب' محاوروں' جملوں کا دروبست' چستی' نکھار اور روانی کا حسن بیان کرنے کے لئے اردو ادب کو نئی تراکیب تراشنی ہوں گی حضرت اقدسؑ کی اردو زبان پر ایک فاتح سلطان کی طرح حاکمانہ گرفت مبہوت کر دیتی ہے۔ آپ نے اردو زبان کو اسلام کی خاطر جہاد میں ہتھیار کے طور پر استعمال فرمایا بلحاظ زبان و بیان اس کی استعداد میں ہر جہت سے بہتر اضافے فرمائے۔ اس سلطنت کو جس حال میں پایا تھا اس سے بہت بہتر اور بلند و بالا شان عطا فرما کے ترقی کرتے رہنے کے اسلوب سکھائے۔

آپؑ نے اردو میں دوسری زبانوں کے الفاظ شامل فرمائے۔ جس سے اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں کثیر اضافہ ہوا۔ ایک ترقی کرنے والی زبان میں دوسری زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کا عمل جاری رہتا ہے۔ آپ کی تحریروں میں فارسی، عربی، سنسکرت اور انگریزی کے الفاظ جملوں میں اس روانی سے آتے ہیں گویا نگینوں کی طرح جڑے ہوں۔ آپ کی تحریر کو سمجھنے کے لئے صرف اُردو ڈکشنری ہی نہیں عربی اور فارسی کی ڈکشنری بھی کھولنی پڑتی ہے۔

مستجاب الدعوات' مجمع الدیار' اجتباء' اصطفاء' انفکاک' انفاخ' انفاق فی سبیل اللہ' خلیج الرسن وغیرہ کے لئے عربی لغت چاہیئے

روبخدا 'منبت۔ مرایا۔ تدارس۔ سائغ۔ اطراء۔ فارسی لغت میں ملیں گے

اندھکار۔ مکتی۔ کڑ اڑا۔ چنگے بھلے۔ تیاگنا۔ ہندی کے الفاظ ہیں

سیاپا۔ ھرکا۔ جندرے۔ کوٹھا۔ وغیرہ پنجابی سے' مورکھ سنسکرت سے

اور کانشنس، اپیل، ڈوئل وغیرہ انگریزی سے آئے ہیں۔ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔

واحد کی جمع اور جمع الجمع بنانے میں اردو عربی اور فارسی تینوں زبانوں میں جمع بنانے کے اصول شامل ہیں۔ چند مثالیں دیکھئے۔دواہیر۔ابیات۔ بیتوں۔دخانات۔ تدلیات۔افترآت ۔الاذیب۔ تعالیم۔ علماآں۔ جورواں۔ ضرورات۔ گواہئیں۔مقادیر۔نزاعیں۔شرّوں۔بسائط

تراکیب ومحاورات کا انداز بھی منفرد ہے۔مفہوم سے مطابقت کے لئے انداز بدل کے استعمال فرمانا آپ کا اپنا اسلوب ہے۔رائے لگانا، رائے ملنا، رائے حاصل کرنا، دعوت کرنا، روگردان کیا، تعلیم کیا، فراری کر دیا، انتظار لگنا، لرزہ پڑنا، پرتو کیا' ناک دیا' عیب جو' عیب چین' عیب گیر۔تہمت تراشنا' تہمت باندھنا' تہمت لگانا مفہوم کے باریک فرق کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں

اردو میں جب دو لفظ اکٹھے لکھے جائیں تو فعل بعد والے لفظ کے مطابق آتا ہے مثلاً 'دن رات' میں رات کے مطابق اور 'شب وروز' میں روز کے مطابق ہوتا ہے جبکہ حضرت سلطان القلم کے استعمال میں تنوع ہے مثلاً

'دل پر ایک عجیب رقت اور دردطاری ہوتی ہے' (تریاق القلوب ص 240)

'دوسرے درجہ کی نسبت اس مرتبہ میں قوتِ ایمانی اور تعلق بھی خدا تعالیٰ سے زیادہ ہو جاتی ہے۔' (روحانی خزائن جلد 21 ص 231)

'اُس وقت آپ کی دن رات خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وبکا اور طلب استعانت اور دعا میں گزرتی تھی۔' (ملفوظات جلد اول ص 423)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں مذکر ومونث کے استعمالات بھی آپ کا اپنا انداز لئے ہوئے ہیں۔اس جائزے کی طرف ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی تھی آپ کے ارشاد کی تعمیل میں قدرے تفصیل سے اس پہلو کو مدِ نظر رکھ کر روحانی خزائن کا جائزہ لیا تو قلم کے فرمانروا کا انداز یہاں بھی منفرد نظر آیا۔

اسماء کے مذکر یا مونث استعمال کی سند کے طور پر اساتذہ کے کلام سے مثالیں دی جاتی ہیں۔مگر سلطان القلم کا اپنا انداز ہے۔چند مثالیں حاضر ہیں

تکرار۔ 'تکرار' آپ نے مذکر مونث دونوں طرح استعمال فرمایا ہے۔مثلاً

'ایک اور جگہ بھی قرآن شریف میں یہ آیت آئی ہے۔اور جس قدر تکرار اس آیت کا قرآن شریف میں بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت میں اس قدر تکرار نہیں پایا جاتا'

(براھین احمدیہ' روحانی خزائن جلد ایک صفحہ 414)

'ان الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں'

(حقیقۃ الوحی' روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 72)

فکر۔ لفظ فکر دونوں طرح موجود ہے

'سیٹھ صاحب موصوف اول درجہ کے مخلصین میں سے ہیں اس لئے ان کی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردد ہوا'

(حقیقۃ الوحی' روحانی خزائن جلد 22 ص 338)

نا اہل لوگ طرح طرح کے منصوبے اور رنگا رنگ کے بہتان ان کے حق میں باندھتے ہیں اور ان کے نابود کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں'

(پرانی تحریریں' روحانی خزائن جلد 2 ص 315)

قلم آپ نے زیادہ تر مونث استعمال فرمایا ہے

'ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور پر پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے۔

(نسیمِ دعوت' روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 423)

جنگ بھی دونوں طرح آتا ہے

'ہمارے سید ومولیٰ آنحضرت ﷺ نے جبراً دین کو پھیلانے کے لئے کوئی جنگ نہیں کیا بلکہ کافروں کے بہت سے حملوں پر ایک زمانہء دراز تک صبر کر کے آخر نہایت مجبوری سے محض دفاعی طور پر جنگ شروع کیا گیا تھا'

(چشمہ ء معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 396,397)

جنگِ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یارب سخت ہے یہ کارزار

(براھین احمدیہ' روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 149)

کلام آپؑ نے مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال فرمایا ہے

’خدا کی کلام میں کئی جگہ استعارہ ہوتا ہے کئی جگہ مجاز ہوتا ہے‘

(سناتن دھرم ‘ روحانی خزائن جلد 19صفحہ473)

’ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کرکے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے‘

(اربعین ‘ روحانی خزائن جلد 17صفحہ477)

معراج معراج مذکر استعمال ہوا ہے

’آنحضرت ﷺ کا معراج تین قسم پر منقسم ہے۔سیرِ مکانی اور سیرِ زمانی اور سیرِ لامکانی‘

(خطبہ ء الھامیہ روحانی خزائن جلد 16صفحہ26)

’آنحضرت ﷺ کا ایک زمانی معراج بھی تھا جس سے یہ غرض تھی کہ تا آپ کی نظر کشفی کا کمال ظاہر ہو‘

(خطبہ ء الھامیہ روحانی خزائن جلد 16صفحہ22)

خواب بھی مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال ہوا

’افسوس کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ امام حقہ کی ضرورت کو نہیں سمجھتے اور ایک سچی خواب آنے یا چند الہامی فقروں سے خیال کر لیتے ہیں کہ ہمیں امام کی ضرورت نہیں‘

(ضرورت الامام ‘روحانی خزائن جلد 13صفحہ474)

’اسی رات پیلاطوس کی بیوی نے جو اس ملک کا بادشاہ تھا ایک ہولناک خواب دیکھا‘

(ایام الصلح‘ روحانی خزائن جلد 14صفحہ348)

شجرِ طیبہ کا شیریں پھل

سلطان القلم کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں اکناف عالم میں جہاں جہاں پھیلیں یہ درویش زبان اپنے ساتھ لیتی گئیں ۔ اردو کو عالمی زبان بنانے میں ہمارے خلفائے کرام‘ جامعات احمدیہ‘ مبلغینِ سلسلہ‘ جلسہ ہائے سالانہ اور وطن سے ہجرت کرنے والوں نے حصہ لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایم ٹی اے پر اردو کلاسیں پوری دنیا میں ہر عمر کے احباب کے لئے دلچسپی کا سامان تھیں جو غیر محسوس طور پر اردو سے نہ صرف متعارف کراتیں بلکہ کئی اردو بولنے اور سمجھنے والے پیدا کئے۔کلاس میں روسی‘ چینی‘ انگریز‘ افریقی‘ بنگالی اور دیگر کئی علاقوں سے تعلق رکھنے والے شاگرد ملتِ واحدہ کا تصور پیش کرتے ۔

مبلغین کے ساتھ قادیان میں استعمال ہونے والی تراکیب کل عالم میں مانوس ہوئیں مثلاً لنگر خانہ۔ وصیت ۔موصی‘ حصہ عام۔حصہ جائداد۔وغیرہ

جامعہ احمدیہ قادیان اور ربوہ میں بیرونی ممالک سے آ کر تعلیم پانے والے طلباء کی صورت میں اردو نصاب تعلیم کے کئی شیریں پھل جماعت کو حاصل ہوئے ایک بہت مشہور مثال مکرم ڈاکٹر عبدالوہاب آدم صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ غانا (مغربی افریقہ) ہیں اردو لکھنے پڑھنے کی اچھی استعداد رکھتے ہیں ان کی اردو بولنے کی قابلِ رشک روانی کے گواہ جلسہ سالانہ برطانیہ 2013ء کے موقع پر ایم ٹی اے پر ان کا انٹرویو سننے والے ہیں جامعہ کے فارغ التحصیل طلباء میں ایسی کئی مثالیں ہیں۔ پھر جنرل ضیاء الحق کے بدنام زمانہ آرڈیننس کی ستم ظریفی سے حالات نے پلٹا کھایا ایک در بند ہونے سے کئی در کھلے ملکوں ملکوں کئی جامعات قائم ہو گئے ۔اس وقت برطانیہ‘ کینیڈا ،سیرالیون‘ غانا، انڈونیشیا اور جرمنی کے جامعات کے نصابِ تعلیم میں اردو درس و تدریس شامل ہے ۔اس طرح اردو کے بین الاقوامی فروغ کی داغ بیل ڈالی جا چکی ہے۔

انگریزی راج کے ہندوستان میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ کو اُردو کی خدمت کی توفیق ملی مگر وہ عظیم کالج انجام کار ایک سکڑنے والا ادارہ ثابت ہوا مگر جامعہ احمدیہ (مدرسہ احمدیہ) خدا کے مامور کا لگایا ہوا پودا ہے نہ صرف یہ کہ یہ سرسبز و شاداب رہے گا بلکہ اس کی شاخیں اکنافِ عالم تک محیط ہو جائینگی اور اس کے شیریں پھل جماعت کے دامن میں گرتے رہیں گے یہ ایک پھیلنے والا دائرہ ہے جس کے اندر سے نئے دائرے نکلتے رہیں گے اور علم‘ ثقافت‘ ادب اور روحانیت کی روشنیاں دنیا میں بکھیرتے رہیں گے (انشاءاللہ)

اس مختصر سے جائزے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اپنی کتب سے استفادہ کے بارے میں چند تاکیدی ارشادات پیش خدمت ہیں:

’جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔اس میں ایک طرح کا کبر پایا جاتا ہے۔‘

(سیرۃ المھدی جلد اول حصہ دوم صفحہ365)

'وہ جوخدا کے ماموراورمرسل کی باتوں کوغور سےنہیں سنتااوراس کی تحریروں کوغور سےنہیں پڑھتااس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔سوکوشش کروکہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہوتا کہ ہلاک نہ ہوجاؤ اورتاتم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاجاؤ'

(نزول المسیح' روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

'سب دوستوں کے واسطےضروری ہے۔کہ ہماری کتب کم ازکم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں' کیونکہ علم ایک طاقت ہےاور طاقت سےشجاعت پیدا ہوتی ہے'

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 361)

ہزاروں سال سے مدفون خزانے ہمارے سامنے کھلے ہیں۔کتب کا حصول کچھ مشکل نہیں رہا الاسلام ڈاٹ آرگ پر پڑھ سکتے ہیں کافی کتابوں کے آڈیو بھی دستیاب ہیں مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ملتے ہیں ضرورت صرف ہمیں پڑھنے کا شوق پیدا کرنے کی ہے۔اللہ تعالیٰ سمجھنے اورعمل کرنے کی توفیق دیتاہے۔برکات کا نزول اس پرمستزاد ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ تحریرفرماتے ہیں:

'' جوکتابیں ایک ایسےشخص نےلکھی ہوں جس پرفرشتے نازل ہوتے تھےان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اورمعارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص برکات اورمعارف کا نزول ہوتاہے۔۔۔تو حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہےاوران کے ذریعے نئے نئےعلوم کھلتے ہیں...''

(ملائکۃ اللّٰہ۔ انوارالعلوم جلد 5 صفحہ 560)

حرفِ آخر کے طرز پرحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام سے اقتباس جوروحانی خزائن کی ہرجلد کے آغاز میں دعوتِ عمل دیتا ہے:

'' یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں امام مہدی اورمسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینےاور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہوجائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہوجائیں گی۔اللہ کرے کہ ہم اپنی اوراپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریروں کے ذریعےسنوارسکیں اوراپنے دلوں اوراپنے گھروں اوراپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اوراس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہوکہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین''

الہامی مصرعے

(از دُرِّثمین ص163-164)

ہے سرِ راہ پرتمہارے وہ جو ہےمولیٰ کریم

پھر بہار آئی خُدا کی بات پھر پوری ہوئی

کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کُشتیاں

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

جے تُوں میرا ہور ہیں سب جگ تیرا ہو

عشقِ الٰہی وَسّے مُنہ پر وَلیّاں ایہہ نشانی

جدھر دیکھتا ہوں اُدھرتُو ہی تُو ہے

پرخُدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈرنہیں

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

محمد مقصود احمد منیبؔ

پھیلا ہے نور آپؐ کا قریہ بہ قریہ کُو بہ کُو　　دنیا کا حسن آپؐ ہیں آپؐ ہیں دیں کی آبرو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

شاہا! پناہا! دلبرا! محبوبِ رَبی مصطفےٰؐ　　خندہ جبین و گل بدن، رشکِ اِرم اے خوش گلُو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

گنگ ہزار ہو گئے بلبل سبھی تھے دم بخود　　شاعر ادیب چپ ہوئے آپؐ کی سن کے گفتگُو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

تابِ جمال ہے کسے؟ تابِ جلال ہے کسے؟　　عاشق ہو یا کوئی عدو، کس کو مجالِ رُو بہ رُو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

مبدء ہیں نور و حسن کا، عشق کا بحرِ بے کراں　　آپؐ بہادر و جری شرمندہ تر ہیں جنگجو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

چہرہ بہ چہرہ، دل بہ دل، نورِ نظر ہے جاں بہ جاں　　عشق و جنوں کی داد میں حسنِ جنانِ خوب رُو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

قلزمِ حسن و صحبتِ کامل کی جب خبر اُڑی　　مہکے ہیں سب مشامِ جاں دل میں ہے جوشِ آرزُو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

نازل ہوئے ہیں آپؐ ابھی میرے دلِ بے تاب پر　　لفظ ہے جیسے مشک بُو مہکا ہوا ہوں مُو بہ مُو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

احمدؑ کہ عکسِ یار ہے جب سے وہ نور بار ہے　　ڈھلنے لگی قرار میں مضطر دلوں کی جستجو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

سائے کو اصل سے منیبؔ کون ہے جو جدا کرے　　احمدؑ غلام آپؐ کا، جیسے ہوں آپؐ ہُو بہ ہُو
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

پیر مہر علی شاہ گولڑوی صاحب کی مقابلہ تفسیر نویسی میں تاحیات ناکامی

مظفر احمد دُرّانی، ربوہ

اخباری اطلاعات کے مطابق 25 اگست 2012ء کو گولڑہ شریف میں تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں مذہبی و سرکاری اعلیٰ شخصیات نے شریک ہو کر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جس کی اگلے ہی دن پرنٹ میڈیا نے خوب تشہیر کی بلکہ اشاعتِ خصوصی کا بھی اہتمام کیا۔ میرے لئے یہ بات بڑی خوش کن تھی کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و رفعت کے بیان کے لئے ایک نشست کا انعقاد کیا گیا ہے۔ لیکن رپورٹس پڑھ کر مایوسی ہوئی کہ کانفرنس کا نام تو ''تاجدارِ ختمِ نبوت کانفرنس'' رکھا گیا اور اسی مقدس نام پر لوگوں کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ لیکن ساری تقریروں کا عنوان پیر مہر علی شاہ گولڑوی صاحب کی سیرت و سوانح کا بیان تھا۔ اور خاکسار حیران ہی ہوتا رہا کہ کیا پیر صاحب گولڑہ شریف کو ہی ''تاجدارِ ختمِ نبوت'' قرار دے دیا گیا ہے یا معاملہ کچھ اور ہے۔ لیکن یہ معمہ حل نہ ہو سکا۔

کانفرنس کا اعلامیہ

پرنٹ میڈیا کے مطابق پیر معین الحق گیلانی کی سربراہی میں ورکنگ گروپ نے طویل مشاورت کے بعد کانفرنس کا اعلامیہ تیار کیا جسے سید طاہر رضا شاہ بخاری نے کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ اعلامیہ میں کہا گیا کہ

''موجودہ دور کا جدید تعلیم یافتہ ذہن اور میڈیا کی یلغار سے متاثر نئی نسل کو شاید اس واقعہ کی اہمیت معلوم ہی نہیں اور نہ ہی عہدِ حاضر کے دانشور اس ''فتحِ مبین'' کا صحیح تناظر سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ موجودہ نسل کو اس عظیم الشان فتح کے مکمل پس منظر، مقاصد اور نتائج و عواقب سے روشناس کروایا جائے۔''

(روزنامہ میٹرو واچ اسلام آباد خصوصی اشاعت 26۔اگست 2012ء ص اول)

اعلامیہ میں جس فتحِ مبین کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد وہ فتح ہے جو بزعمِ خویش پیر مہر علی شاہ گولڑوی صاحب کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں قرآن کریم کی تفسیر نویسی میں حاصل ہوئی۔ اب خاکسار ذیل میں اعلامیہ کی اشد ضرورت کے مطابق ہی اس مقابلہ کا پس منظر، مقاصد اور نتائج و عواقب سے ہی اپنے قارئین کو روشناس کروانے کی کوشش کرے گا۔

مقابلہ کا پس منظر

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، بانی سلسلہ احمدیہ نے جب ماموریت کا دعویٰ فرمایا تو ہر طرف سے مخالفت کا بازار گرم ہوا آپ پر طرح طرح کے اعتراضات کئے گئے، جن کے آپ نے قرآن و حدیث کے روشن دلائل کے ساتھ تسلی بخش اور مسکت جوابات دیئے۔ کامیاب مناظروں اور مباحثوں کے ذریعہ حق وصداقت کا بول بالا کیا۔ آپ کے مخالفین نے آپ کی کامیابیوں اور آپ کے دلائل کے غلبہ کو دیکھتے ہوئے اشتعال انگیزی کے ذریعہ مباحثوں اور مناظروں میں دنگا وفساد شروع کر دیا۔ قیامِ امن اور بعض قانونی تقاضوں کے پیشِ نظر 1896ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب انجامِ آتھم میں یہ اعلان فرمایا کہ آئندہ آپ مناظروں اور مباحثوں میں حصہ نہیں لیں گے اور مخالف علماء کے ساتھ حق وصداقت میں فیصلہ کے لئے مباہلہ کا طریق پیش فرمایا۔ چنانچہ آپ نے جن علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کی طرف بلایا ان میں گولڑہ ضلع راولپنڈی کے ایک مشہور پیر مہر علی شاہ صاحب بھی تھے۔ جو صوفیاء کے چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر پیر مہر علی شاہ صاحب نے مباہلہ کے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموش ہی رہے۔

تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج

جب پیر صاحب کی طرف سے مباہلہ کا کوئی جواب نہ ملا تو حضرت بانی

سلسلہ احمدیہ نے آپ کی طرف منسوب کتاب شمس الہدایہ جس میں ان کا یہ دعویٰ درج ہے کہ انہیں قرآن کی سمجھ وعلم عطا کیا گیا ہے، کی مناسبت سے انہیں قرآن کریم کی کسی ایک سورت کی عربی زبان میں تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا اور 20 جولائی 1900ء کو پیر صاحب کو براہِ راست مخاطب کرتے ہوئے مقابلہ کی دعوت دی اور لکھا:

'' قرآن شریف کی کوئی سورت نکالیں اور اس میں سے چالیس آیات یا ساری سورۃ (اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یہ دعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اس کو تو اس جلسہ میں سورۃ کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما۔۔۔اس تفسیر کے لکھنے کے لئے ہر ایک فریق کو پورے سات گھنٹے مہلت دی جائے گی۔ زانو بہ زانو لکھنا ہوگا۔۔۔ جب فریقین لکھ چکیں تو وہ دونوں تفسیریں بعد دستخط تین اہل علم کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ کے ذمہ ہوگا، سنائی جائیں گی۔۔۔ وہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً یہ رائے ظاہر کریں کہ دونوں عربی عبارتوں میں سے کونسی تفسیر۔۔۔ تائید روح القدس میں سے لکھی گئی ہے۔۔۔ پس اس طرز کے مباحثہ اور اس طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہو گیا کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا یا مجھ سے ہو سکا اور انہوں نے بھی میرے مقابلہ پر ایسے ہی کر دکھایا۔۔۔ تو میں اقرار کروں گا کہ حق پیر مہر علی شاہ کے ساتھ ہے۔ اپنی تمام کتابیں جو اس دعویٰ کے متعلق ہیں جلا دونگا اور اپنے تئیں مخذول و مردود سمجھونگا۔۔۔ لیکن اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا۔۔۔ تو۔۔۔ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد3 ص325تا331)

مقابلہ تفسیر نویسی سے پیر صاحب کا فرار

حضرت مرزا صاحب کا یہ اشتہار پیر صاحب کو ملا اور آپ نے اسے پڑھا اور اپنی علمی حیثیت کا خوب خوب احساس ہوا۔ اب نہ مقابلہ تفسیر نویسی میں میدان میں آنے کی ہمت تھی اور نہ مریدوں کے خوف سے اس کا انکار کر سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے 25 جولائی 1900ء کو ایک اشتہار دیا جس میں یہ تجویز دی کہ پہلے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ مسیحیت پر بحث ہو۔ جس کی منصفی اور ثالثی مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے دیگر دو مولویوں کے ساتھ کریں۔ اگر وہ اپنا فیصلہ پیر صاحب کے حق میں دیں تو مرزا صاحب کو پیر صاحب کی بیعت کرنا پڑے گی پھر اس کے بعد مقابلہ تفسیر نویسی کی بات ہوگی۔

(واقعاتِ صحیحہ از مفتی محمد صادق صاحب ص25)

پیر صاحب کے مقاصد

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مقصد تو یہ تھا کہ مقابلہ تفسیر نویسی سے دونوں اطراف کی علمی حیثیت واضح ہو جائے گی، کیونکہ اللہ کے نزدیک مطہّر لوگ ہی قرآن کے حقائق و معارف بیان کر سکتے ہیں۔ اور خدمتِ دین کا یہ ایک اچھا موقع ہوگا جس سے عوام کو فہم و تعلیمِ قرآن میں مدد ملے گی۔ مگر پیر صاحب نے اپنے اشتہار کے ذریعہ مقابلہ تفسیر نویسی سے انکار و فرار کی ایک راہ نکال لی۔ پیر صاحب کی اس چال کا پول کھولتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فوری طور پر اس کا محاسبہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

'' افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے میری اس دعوت کو جس سے مسنون طور پر حق کھلتا تھا اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے فیصلہ ہو جاتا تھا ایسے صریح ظلم سے ٹال دیا ہے جس کو بجز ہٹ دھرمی کچھ نہیں کہہ سکتے اور ایک اشتہار شائع کیا کہ ہم اوّل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بحث کرنے کے لئے حاضر ہیں اس میں اگر تم مغلوب ہو تو ہماری بیعت کر لو اور پھر بعد اس کے ہمیں وہ اعجازی مقابلہ بھی منظور ہے۔ اب ناظرین سوچ لیں کہ اس جگہ کس قدر جھوٹ اور فریب سے کام لیا گیا ہے کیونکہ جبکہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رُو سے مغلوب ہونے کی حالت میں میرے لئے بیعت کرنے کا حکم لگایا گیا ہے تو پھر مجھے اعجازی مقابلہ کے لئے کونسا موقع دیا گیا اور ظاہر ہے کہ غالب ہونے کی حالت میں تو مجھے خود ضرورت اعجازی مقابلہ کی باقی نہیں رہے گی اور مغلوب ہونے کی حالت میں بیعت کرنے کا حکم میری نسبت صادر کیا گیا۔ اب ناظرین بتلاویں کہ جس مقابلہ اعجازی کے لئے میں نے بلایا تھا اس کا موقع

کونسار ہا۔ پس یہ کس قدر فریب ہے کہ پیر جی صاحب نے پیر کہلا کر اپنی جان بچانے کے لئے اس کو استعمال کیا ہے۔ پھر اِس پر ایک اور جھوٹ یہ ہے کہ آپ اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعوت کو منظور کر لیا ہے۔ ناظرین انصاف کریں کہ کیا یہی طریق منظوری ہے جو انہوں نے پیش کیا ہے؟ منظوری تو اس حالت میں ہوتی کہ وہ بغیر کسی حیلہ بازی کے میری درخواست کو منظور کر لیتے مگر جبکہ آپ نے ایک اور درخواست پیش کر دی اور یہ لکھ دیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کے رُو سے مباحثہ ہو اور اگر منصف لوگ جو اُنہی کی جماعت میں سے ہوں گے یہ رائے ظاہر کریں کہ پیر صاحب اس مباحثہ میں غالب رہے تو پھر بیعت کر لو۔ اب بتلاؤ کہ جب منقولی مباحثہ پر ہی بیعت تک نوبت پہنچ گئی تو میری درخواست کے منظور کرنے کے کیا معنے ہوئے، وہ تو بات ہی معرضِ التوا میں رہی، کیا اسی کو منظوری کہتے ہیں؟ کیا میں پیر صاحب کا مرید بن کر پھر تفسیر لکھنے میں ان کا مقابلہ بھی کروں گا یا غالب ہونے کی حالت میں میرا حق نہیں ہوگا کہ میں اُن سے بیعت لوں اور میرے لئے پھر اعجازی مقابلہ کی ضرورت رہے گی مگر اُن کے لئے نہیں۔ اور پھر قابل شرم دھوکا جو اس اشتہار میں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بیان نہیں کیا گیا کہ ہماری اس دعوت سے اصل غرض کیا تھی۔ ابھی میں بیان کر چکا ہوں کہ اصل غرض اس اشتہار سے یہ تھی کہ جب کہ نقلی مباحثات سے مخالف علماء راہ راست پر نہیں آئے اور ان مباحثات کے ہوتے ہوئے بھی دس سال سے کچھ زیادہ گزر گئے اور اس عرصہ میں میں نے چھتیس کتابیں تالیف کر کے قوم میں شائع کیں اور ایک سو سے زیادہ اشتہار شائع کیا اور ان تمام تحریروں کی پچاس ہزار سے زیادہ کاپی ملک میں پھیلائی گئی اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے اعلیٰ درجہ کا ثبوت دیا گیا لیکن ان تمام دلائل اور مباحثات سے انہوں نے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا تو آخر خدا تعالیٰ سے امر پا کر سنت انبیاء علیہم السلام پر علاج اس میں دیکھا کہ ایک فوری مباہلہ کے رنگ میں اعجازی مقابلہ کیا جائے لیکن اب پیر صاحب مجھے اسی پہلے مقام کی طرف کھینچتے ہیں اور اسی سوراخ میں پھر میرا ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں جس میں بجز سانپوں کے میں نے کچھ نہیں پایا اور جس کی نسبت میں اپنی کتاب انجام آتھم میں مولویوں کی سخت دلی کو دیکھ کر تحریری وعدہ کر چکا ہوں کہ آئندہ ہم ان کے ساتھ مباحثات مذکورہ نہیں کریں گے۔ پیر صاحب نے کسی جگہ ہاتھ پڑتا نہ دیکھ کر اس غریق کی طرح جو گھاس پات پر ہاتھ مارتا ہے مباحثہ کا بہانہ پیش کر دیا؛ یہ خیال میری نسبت کر کے کہ اگر وہ مباحثہ نہیں کریں گے تو ہم عوام میں فتح کا نقارہ بجائیں گے۔ اور اگر مباحثہ کریں گے تو کہہ دیں گے کہ اس شخص نے خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے پھر توڑا۔ ہم پیر صاحب سے فتویٰ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اپنے نفس کیلئے یہ جائز رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے پھر توڑ دیں؟ پھر ہم سے آپ نے کیونکر توقع رکھی؟''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 ص 88 تا 90)

فتح کا نقارہ بجانے کی چال

24۔ اگست 1900ء کو پیر صاحب اچانک اپنے مریدوں کے جلو میں لاہور کے لئے روانہ ہوئے، ازخود 25۔ اگست کی تاریخ مقابلہ کے لئے مقرر کر دی۔ اور گھر سے چلتے چلتے ایک چالاکی کی جس کا ذکر کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے مرکزی رہنما مولوی اللہ وسایا صاحب نے اسی ''تاجدارِ ختمِ نبوت کانفرنس'' میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

'' قبلہ پیر صاحب جب بذریعہ ریل لاہور کے لئے روانہ ہونے لگے تو مرزا قادیانی کو بذریعہ ٹیلی گرام مطلع کیا اور کہا کہ وعدے کے مطابق بادشاہی مسجد میں آجاؤ۔'' (نوائے وقت راولپنڈی اشاعتِ خاص 28۔ اگست 2012ء ص 1)

گولڑہ شریف کے پیر سید معین الحق معین صاحب نے اس چالاکی کی مزید تفصیلات اپنے خصوصی مضمون میں یوں دیں:

''24۔ اگست 1900ء کو آپ گولڑہ شریف سے روانہ ہوئے۔ راولپنڈی ریلوے اسٹیشن سے بذریعہ تار قادیان میں مرزا صاحب کو اطلاع کی کہ میں روانہ ہو چکا ہوں۔ پھر دورانِ سفر لالہ موسیٰ ریلوے اسٹیشن پہنچ کر اسی مضمون کا تار قادیان دوبارہ ارسال کیا۔''

(نوائے وقت راولپنڈی ملی ایڈیشن ص 1، 24۔ اگست 2012ء)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے کس ہوشیاری اور جلد بازی سے میدان مارنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ تا حال آپ نے تو مقابلہ تفسیر نویسی پر آمادگی سے بھی حضرت مرزا صاحب کو آگاہ نہیں فرمایا تھا چہ جائیکہ تاریخ اور جگہ کی تعیین کے لئے مشورہ کرتے۔ اس لئے یہ صرف یک طرفہ

کارروائی تھی جس میں لوگوں کے لئے ایک دکھاوا تھا اور پروگرام کو اچانک راتوں رات مکمل کر کے فتح کا نقارہ بجانے کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ جب نہ عنوان مقرر کیا، نہ تاریخ طے کی اور نہ جگہ کا فیصلہ ہوا حضرت مرزا صاحب وہاں پہنچ جاتے۔ چالاکی سے ایک دن پہلے ٹیلی گرام بھیج کر اگلے ہی دن کی تاریخ مقرر کر دینا، اس بارہ میں فریقِ ثانی کو مشورہ اور اپنی رائے دینے یا لاہور آنے تک کا وقت بھی نہ دینا کہاں کا انصاف ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب قادیان کی بستی میں رہتے تھے، جہاں سے سفر شروع کرنے کے لئے اس زمانہ میں یکے اور بیل گاڑی کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ قریب ترین ریلوے اسٹیشن بھی وہاں سے بیس کلومیٹر دور تھا جہاں سے ریل بھی اپنے وقت پر ہی نکلتی تھی۔ اگر سارے معاملات طے بھی ہوتے جو کہ ہرگز طے نہیں تھے تب بھی آپ اگلے دن قادیان سے چل کر صبح کے وقت لاہور نہیں پہنچ سکتے تھے۔

پیر صاحب سے رابطہ کی بھرپور کوشش

پیر مہر علی شاہ صاحب جب اچانک لاہور وارد ہوئے تو جماعت احمدیہ لاہور کے مخلصین نے معاملات کو طے کرنے کے لئے پوری کوشش کی تا کہ حق کے بول بالا کے لئے کسی امر پر اتفاق رائے ہو جائے مگر پیر مہر علی شاہ صاحب کسی بات کو بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ مثلاً لاہور کے احمدیوں نے نہایت ادب سے ایک دستی خط لکھ کر پیر صاحب کو مقابلہ تفسیر نویسی پر آمادہ ہونے کی تحریک کی۔ یہ خط شہر کے چار غیر از جماعت معززین لے کر پانچ بجے سہ پہر پیر صاحب کی قیام گاہ برکت علی محمڈن ہال بیرون موچی دروازہ لاہور پہنچے۔ پیر صاحب کے مریدوں نے اس معزز وفد کو ملاقات کے لئے اندر جانے سے بھی روک دیا اور یہ کہہ کر اس وفد کو باہر سے ہی واپس کر دیا گیا کہ پیر صاحب اس خط کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ ارکانِ وفد نے بہت کوشش اور منتیں کیں کہ پیر صاحب سے ان کی ملاقات ہو جائے مگر اس کی اجازت نہ ہو سکی۔ جب بالمشافہ ملاقات کی یہ ساری کوششیں قبول نہ ہوئیں تو اگلے دن یعنی 26۔ اگست 1900ء کو حکیم فضل الٰہی صاحب اور میاں معراج الدین صاحب نے پیر صاحب کے نام ایک رجسٹری خط میں یہ درخواست کی کہ وہ اپنے دستخطوں سے ایسی تحریر شائع فرما دیں کہ انہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی طرف سے 20 جولائی 1900ء کو دی گئی دعوتِ تفسیر نویسی بلا کم و کاست منظور ہے؛ لیکن افسوس صد افسوس کہ جناب پیر صاحب نے وہ رجسٹری خط لینے سے بھی صاف انکار کر دیا۔

الغرض لاہور کے احمدی احباب کی مسلسل کوششوں کے باوجود پیر صاحب مقابلہ تفسیر نویسی کے لئے آمادہ نہ ہوئے اور 25۔ اگست 1900ء کی صبح کو بادشاہی مسجد میں منعقد ہونے والے اپنے جلسہ میں بھی مقابلہ تفسیر نویسی پر آمادگی کا اظہار نہ کیا، نہ ہی ان کے قلم نے ہاتھ میں ہوتے ہوئے یا کاغذ پر پڑے پڑے کوئی لفظ تحریر کیا۔ بلکہ پیر صاحب نے اپنے مریدوں کو یہی تلقین کی کہ احمدیوں کے ساتھ گفتگو سے بھی پرہیز کریں۔

(اشاعتہ السنہ جلد 19 ص132)

نتائج و عواقب

پیر صاحب جو لاہور میں سستی شہرت کی تلاش میں اچانک وارد ہوئے تھے، اتنی مشکل میں پڑے کہ احمدیوں کے ساتھ بات کرنے، کوئی معاملہ طے کرنے، دستی یا رجسٹری خط تک وصول کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور اچانک اپنا دورہ نہایت مختصر کرتے ہوئے بغیر کسی تصفیہ، مقابلہ اور آمادگی کے 29۔ اگست 1900ء کو واپس گولڑہ تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ کے مرید کسی معجزہ یا کرامت کے مشاہدہ سے محروم ہی رہے۔

پیر صاحب جب زانو بہ زانو مقابلہ تفسیر نویسی پر آمادہ نہ ہوئے تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے 15 دسمبر 1900ء کو اپنی کتاب اربعین نمبر 4 میں پیر صاحب کو یہ چیلنج دیا کہ آج سے 70 دن کے اندر اندر یعنی 25 فروری 1901ء تک فصیح و بلیغ عربی زبان میں گھر بیٹھے بیٹھے ہی سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھیں اور اس سلسلہ میں عرب و عجم کے علماء سے مدد بھی لے لیں۔ میں بھی ایسی ہی تفسیر لکھوں گا۔ پھر دیکھیں گے کہ خدا اور حق کس کے ساتھ ہے۔

اس اعلان و دعوت کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے تو معینہ مدت کے اندر 23 فروری 1901ء کو عربی زبان میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھ کر اعجاز المسیح کے نام سے شائع کروا دی لیکن پیر صاحب کو نہ صرف مدتِ مقررہ میں بلکہ ساری زندگی عربی زبان میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھنے کی توفیق نہ ملی۔ دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ میرا قلم بغیر ہاتھ لگائے خود بخود لکھے گا مگر اس کے بعد 37 سال کی عمر پانے کے

باوجود کسی بھی طریقہ سے سورۃ الفاتحہ کی عربی تفسیر نہ لکھ سکے۔ حالانکہ عرب وعجم کے جن وانس سے مدد کی انہیں اجازت اور اختیار دیا گیا تھا۔ زورِ خطابت میں تو آج بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ پیر صاحب کا قلم کاغذ پر پڑے پڑے خود ہی لکھتا رہا جبکہ مرزا صاحب کچھ نہ لکھ سکے۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب کی لکھی ہوئی تفسیر سورۃ الفاتحہ ''اعجاز المسیح'' کے نام سے گزشتہ 112 سال سے موجود ہے اور عرب وعجم اس کا مطالعہ کر کے ہدایت پا رہے ہیں جبکہ پیر صاحب کی عربی تفسیر تو آج تک کسی نے دیکھی تک نہیں۔ (خواہ کسی ساتھی اور شاگرد سے ہی لکھوا لیتے، جیسے آپ نے شمس الهدایہ مولوی محمد غازی صاحب سے اور سیف چشتیائی مولوی محمد حسن فیضی صاحب آف بھیں مدرس مدرسہ نعمانیہ، شاہی مسجد لاہور سے لکھوائیں، لیکن مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔) آج تک آپ کے مرید نہایت حسرت کے ساتھ خواہش کرتے ہیں کہ کاش پیر صاحب کوئی تفسیر لکھ دیتے تو ایسی رسوائی نہ اٹھانی پڑتی۔ چنانچہ مذکورہ بالا کانفرنس کے موقع پر ہی مولوی طاہر القادری صاحب نے اکلوتا ٹیلی فونک خطاب کرتے ہوئے بڑی حسرت کے ساتھ کہا:

''آپ اگر صرف قرآن پاک کی تفسیر لکھ دیتے تو برصغیر میں آپ کے پایہ کا کوئی مفسر نہ ہوتا۔''

(نوائے وقت راولپنڈی اشاعتِ خاص، 28. اگست 2012)

111 سال جس ناکامی کو شرمندگی سے چھپایا جاتا رہا، 112 ویں سال بعض دوسری پارٹیوں کے ایما اور تعاون سے اسے فتحِ مبین اور عظیم الشان فتح قرار دے کر کانفرنس شروع کر دی گئی ہے۔ جس میں جو چاہیں بیان کریں، جس کو چاہیں معجزہ قرار دیں اور فتحِ مبین منانی شروع کر دیں۔ کیونکہ دورِ حاضر میں تاریخ ایسے ہی رقم کی جا رہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین شخص ہیں جن کا میں قیامت کے دن دشمن ہوں گا۔ ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر اس نے دغا کیا۔ اور ایک وہ شخص جس نے آزاد شخص کو پکڑ کر بیچ دیا اور اس کا مول کھایا۔ اور ایک وہ شخص جس نے ایک مزدور رکھا اور اس سے اس نے پورا کام لیا اور اس کو اس کی مزدوری نہ دی۔

(صحیح بخاری کتاب الاجارہ باب اثم من منع اجر الاجیر حدیث نمبر2109)

جلسہ سالانہ لنڈن اگست 2013ء کے موقع پر!

سیارہ حکمت

گلشنِ احمد کے حسین پھولو۔ چرخِ ایماں کے درخشندہ ستارو
صراطِ محمدؐ کے پیروکارو۔ کرو صبر
کہ اسکے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں
ختم ہو جائے گا جلد یہ رقصِ وحشت ودہشت
ہیں شب وروز منتظر۔ کہ کب آئے گی نمودِ سحر
آؤ! ادھر پاؤ گے تم ہدایت کا نور
عشقِ حقیقی کی معرفت۔ ایمان کی حرارت
یہ تقویٰ وعرفان کی راحت
یہ ایمان افروز شب وروز
یہ روح پرور نظارے
عشقِ الٰہی سے سرشار۔ آباد ہوئے جن سے دہریت کے ویرانے
یہ چہرے پہ وجدان۔ وصلِ یار کی تسکین
تثلیث کے مرکز میں توحید کے نعرے
''شکر لِلّٰہ ہے کام جس نے میرے سنوارے''
لے کے آئے ہیں ہم پیامِ فتح ونصرت
ہمیں دینا ہے اغیار کو فقط ہدیہء امن ونصرت
اپنے افکار کی راہوں میں بھٹکنے والو
الجھنوں میں پھنسی روحو! اپنی گرہیں سلجھاؤ
پھر اوروں کو سکھانا حقوقِ انسانیت
مدہوشی میں ڈوبے ہوئے آؤ ادھر! سنو منادی کی پکار
الفت ومحبت کی خوشبو سے ہیں فضائیں معطر
کہ میرا مذہب تو ہے عفو ودرگزر کا بحرِ بے کنار

گزشتہ سے پیوستہ

دن بدن ان ممالک میں ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے قدرتی طور پر ایک جوش پیدا ہو رہا ہے

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے

ظہیر احمد طاہر۔ جرمنی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے۔

درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدائے تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اوّل سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔'' (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 377)

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی اس لائق ہے کہ وہ انسان کو اُس کے مناسب حال رہنمائی مہیا کرے اور اُس کی تمام تر ضروریات کی متکفل ہو۔ وہی بہتر جانتا ہے کہ انسان کے لئے کیا بہتر اور مناسب ہے۔ وہ غنی ہے اور اس بات سے مستغنی کہ اس کے ارادہ اور منشاء کے آگے بند باندھا جائے اور اُس کے جاری فیصلوں میں مداخلت کر کے انہیں تبدیل کیا جا سکے۔ وہ جب جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جب کچھ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے روک نہیں سکتی۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (البقرۃ:21) ''یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔'' اُسی قادر و توانا اور علیم و خبیر خدا نے اپنے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ:

''میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں تمہیں ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا۔ ایک گروہ تو اُن میں سے پہلے مسلمانوں میں سے ہوگا اور دوسرا گروہ اُن لوگوں میں سے ہوگا جو دوسری قوموں میں سے ہوں گے یعنی ہندوؤں میں سے یا یورپ کے عیسائیوں میں سے یا امریکہ کے عیسائیوں میں سے یا کسی اور قوم میں سے۔''

(براھین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 105)

قرآن شریف نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب مغربی ممالک روحانی طور پر نہایت تاریکی میں ہونگے اور اُن کی علمی و عملی حالت نہایت خراب ہوگی اور وہ روحانی پانی اور روحانی روشنی سے محروم ہونگے تب مسیح موعود اُن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گا اور انہیں تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے گا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الکہف میں بیان اس پیشگوئی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

فَاَتْبَعَ سَبَبًاO حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًاO قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًاO وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰی ج وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًاؕO (الکھف:86-89)

یعنی جب ذوالقرنین کو جو مسیح موعود ہے ہر ایک طرح کے سامان دیئے جائیں گے۔ پس وہ ایک سامان کے پیچھے پڑے گا۔ یعنی وہ مغربی ممالک کی اصلاح کے لئے کمر باندھے گا اور وہ دیکھے گا کہ آفتاب صداقت اور حقانیت ایک کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہو گیا اور اس غلیظ چشمہ اور تاریکی کے پاس ایک قوم کو پائے گا جو مغربی قوم کہلائے گی یعنی مغربی ممالک میں عیسائیت کے مذہب والوں کو نہایت تاریکی میں مشاہدہ کرے گا۔ نہ اُن کے مقابل پر آفتاب ہوگا جس سے وہ روشنی پا سکیں اور نہ اُن کے پاس پانی صاف ہوگا جس کو وہ پیویں یعنی ان کی علمی و عملی حالت نہایت خراب ہوگی اور وہ روحانی روشنی اور روحانی پانی سے بے نصیب ہوں گے۔ تب ہم ذوالقرنین یعنی مسیح موعود کو کہیں گے کہ تیرے اختیار میں ہے چاہے تو ان کو عذاب دے یعنی عذاب نازل ہونے کے لئے بددُعا کرے (جیسا کہ احادیث صحیحہ میں مروی ہے) یا اُن کے ساتھ حسن سلوک کا شیوہ اختیار کرے تب ذوالقرنین یعنی مسیح موعود جواب دے گا کہ ہم اُسی کو سزا دلانا چاہتے ہیں جو ظالم ہو۔ وہ دنیا میں بھی ہماری بددعا سے سزایاب ہوگا اور پھر آخرت میں سخت عذاب دیکھے گا۔ لیکن جو شخص سچائی سے منہ نہیں پھیرے گا اور نیک عمل کرے گا اس کو نیک بدلہ دیا جائے گا اور اس کو انہیں کاموں کی بجا آوری کا حکم ہوگا جو سہل ہیں اور آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ غرض یہ مسیح موعود کے حق میں پیشگوئی ہے کہ وہ ایسے وقت میں آئے گا جبکہ مغربی ممالک کے لوگ نہایت تاریکی میں پڑے ہوں گے اور آفتابِ صداقت اُن کے سامنے سے بالکل ڈوب جائے گا اور ایک گندے اور بدبودار چشمہ میں ڈوبے گا یعنی بجائے سچائی کے بدبودار عقائد اور اعمال اُن میں پھیلے ہوئے ہوں گے۔ اور وہی ان کا پانی ہوگا جس کو وہ پیتے ہوں گے۔ اور روشنی کا نام و نشان نہیں ہوگا تاریکی میں پڑے ہوں گے اور ظاہر ہے کہ یہی حالت عیسائی مذہب کی آج ہے۔''

(براھین احمدیہ حصہ پنجم ، روحانی خزائن جلد 21صفحہ 120-121)

اللہ تعالیٰ کے بھی عجائب کام ہیں اُس کے ہر کام کے پیچھے بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں جن کی حقیقت کو جاننا ایک عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ جب وہ اپنے ماموریں کو انسانوں کے اصلاح کے بھیجتا ہے تو تائیدات الٰہی کی ایسی ہوائیں اُن کے لئے چلا دیتا ہے جو اُن کے پیغام کو منشائے الٰہی کے عین مطابق دور و نزدیک پھیلا دیتی ہیں۔ دلوں کے معاملے چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اس لئے مخالفین کی رکاوٹیں اور ان کی مخالفتیں کچھ اثر نہیں دکھاتیں اور الٰہی سلسلوں میں بڑی سرعت کے ساتھ تعجب انگیز تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دن بدن ان ممالک میں ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے قدرتی طور پر ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور تعجب ہے کہ وہ خود بخود ہمارے سلسلہ سے مطلع ہوتے جاتے ہیں اور خدائے کریم و رحیم و حکیم ان کے دلوں میں ایک اُنس اور محبت اور حسن ظن پیدا کرتا جاتا ہے اور صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے طیاری کر رہے ہیں اور وہ اس سلسلہ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک سخت پیاسا یا سخت بھوکا جو شدت بھوک اور پیاس سے مرنے پر ہو اور یکدفعہ اُس کو پانی اور کھانا مل جائے۔ اسی طرح وہ اس سلسلہ کے ظہور سے خوشی ظاہر کرتے ہیں۔''

(براھین احمدیہ حصہ پنجم ، روحانی خزائن جلد 21صفحہ 107)

خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے نمایاں اور ممتاز کر کے تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ (الحج:15) ''یقیناً اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ (الحج:19) ''یقیناً اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار

دلوں کا حال اور نیتوں کو جاننے والی صرف ایک ہی ہستی ہے وہی بہتر جانتا ہے کہ کون عزت کے لائق اور اس قابل ہے کہ اُسے مقربین میں شمار کیا جائے۔ چنانچہ جب خدا تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ نے چاہا اُس نے ایک ایسے شخص کو اپنے دین کے احیاء اور خدمت و اشاعت کے لئے چن لیا جو دنیا کی نظروں سے اوجھل ایک ایسی بستی کا باسی تھا جسے کوئی نہ جانتا تھا۔ خدا تعالیٰ جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دل کا رازدان تھا اُس نے آپ کو اپنے دین کی آبیاری اور اپنے نام کی سرفرازی کے لئے منتخب کر لیا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر اس عاجز کی فریادیں ربّ العرش تک پہنچ گئی ہیں تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں جو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو اور الٰہی طاقتیں اپنے عجائبات دکھلاویں۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ 5۔ مکتوب نمبر5)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا دل عطا کیا تھا جو اسلام کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر تڑپتا اور بیقرار ہوتا تھا چنانچہ آپ نے خدا تعالیٰ کے بھروسے اور اُسی کی تائید ونصرت کے سہارے دینِ احمدؐ کے احیائے نو کے لئے اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر اُس کی آبیاری کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے عاشقانہ روح کے ساتھ دن رات ایک کر دیا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں جانتا ہوں کہ اگر چہ میں اکیلا ہوں مگر پھر بھی میں اکیلا نہیں۔ وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں۔ اسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق وصدق تمام تر انجام دوں...... چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اسی خدمت میں صرف ہو اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 35)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں جس انقلاب عظیم کی بنیاد قادیان کی مقدس سرزمین رکھی گئی ہے اُس کی شاخیں چاردانگ عالم میں پھیل چکی ہیں اپنے تو اپنے غیر بھی برملا اعتراف حق کرنے پر مجبور ہیں کہ قادیان سے برپا ہونے والا انقلاب ہی دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔ ایک زمانہ پہلے مسٹر فریڈرک، ایک جرمن سیاح نے قادیان کی سیاحت کی، انہوں نے قادیان کے پاک ماحول کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور اس بات کا برملا اظہار کیا کہ جن مقامات کو وہ دوبارہ دیکھنا چاہتے ہیں اُن میں قادیان کا پہلا نمبر ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

'' قادیان، دہلی اور آگرہ کی طرح شاندار عمارات کا مجموعہ نہیں۔ لیکن ایک ایسی جگہ ہے جس کے روحانی خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہاں پر جو دن گزارا جائے انسان کی روحانیت میں اضافہ کرتا ہے...... مَیں نے ایشیا میں ایک لمبا سفر کیا ہے اور بہت مقامات دیکھے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں دوبارہ دیکھنے کو دل چاہتا ہے اور ایسے مقامات میں قادیان کا نمبر سب سے اوّل ہے۔''

(ریویو آف ریلیجنز مئی 1932ء بحوالہ سلسلہ احمدیہ صفحہ 340)

یورپ جو صدیوں سے روحانی انحطاط کا شکار تھا اب دورِ آخر میں مسیح محمدی کے خلفائے برحق کی توجہ خاص سے اُس کی روحانی پیاس بجھانے کا کام بڑی تیزی اور سرعت سے جاری ہے۔ یورپ کی تقدیر کو بدلنے کی ابتداء اُس وقت ہوئی جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پہلے مبلغ اسلام حضرت چوہدری فتح محمد سیال رضی اللہ عنہ 25/جولائی 1913ء کو عازم لندن ہوئے۔

امریکہ میں پہلے مبلغ اسلام حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ 15/فروری 1920ء کو فلاڈلفیا کی بندرگاہ پر اترے تو حکام نے آپ کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی اور فیصلہ کیا کہ آپ جس جہاز میں آئے ہیں اسی میں واپس چلے جائیں۔ حضرت مفتی صاحب نے اس فیصلہ کے خلاف محکمہ آبادکاری (واشنگٹن) میں اپیل کی۔ اپیل کے فیصلہ تک آپ کو سمندر کے کنارے ایک مکان میں بند کر دیا گیا۔ جس سے باہر نکلنے کی ممانعت تھی مگر چھت پر ٹہل سکتے تھے۔ اس کا دروازہ دن میں صرف دو مرتبہ کھلتا تھا جب کھانا کھلایا جاتا تھا۔

اس مکان میں کچھ یورپین بھی نظر بند تھے جو عموماً نوجوان تھے اور پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت تک کے لئے یہاں نظر بند کر دیئے گئے تھے جب تک حکام کی طرف سے ان کے متعلق کوئی فیصلہ ہو۔ یہ لوگ حضرت مفتی صاحب کا بڑا ادب کرتے تھے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ ان کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ بھی انہوں نے بنادی تھی اور برابر خدمت کرتے رہتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ان نوجوانوں ہی کو تبلیغ کرنا شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دو ماہ کے اندر پندرہ آدمی اسی مکان میں مسلمان ہوئے۔

ادھر آپ کی شہرت کا غیبی سامان یہ ہوا کہ امریکن پریس نے آپ کی آمد اور ملک میں داخلے کی ممانعت کا بہت چرچا کیا اور بعض مشہور ملکی اخبارات مثلاً '' فلاڈلفیا ریکارڈ۔ پبلک ریکارڈ۔ نارتھ امریکن بلیٹن۔ ایوننگ بلیٹن۔ پبلک لیجر اور دی پریس'' نے نہ صرف آپ کی آمد کے بارے میں خبر دی بلکہ جماعت احمدیہ کے حالات بھی شائع کئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مفتی صاحب کو قید کئے جانے کا علم ہوا تو آپ نے امریکی حکومت کے اس رویہ پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

'' امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کرکے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں

وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے ہم امریکہ کے اردگرد علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لَاالٰہ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔''

آخر شروع مئی 1920ء میں امریکی حکومت کی طرف سے حضرت مفتی صاحبؓ سے پابندی اٹھالی گئی۔حضرت مفتی صاحبؓ نے نیویارک میں داخل ہوکر ایک مکان کا حصہ لیکچروں اور دفتر کے لئے کرایہ پر لے کر تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا اور سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام ہونے لگیں۔

(ملخص از تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 250-251۔ایڈیشن 2007ء)

یورپ کا دوسرا خوش نصیب ملک جرمنی تھا جسے مبلغ اسلام کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔1920ء میں پہلے مبلغ اسلام محترم مولوی مبارک علی صاحب لندن سے برلن تشریف لائے اور 26 نومبر 1923ء کو دوسرے مبلغ اسلام محترم ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے قادیان سے روانہ ہوکر 18 دسمبر 1923ء کو برلن پہنچے۔

جرمنی میں سب سے پہلے پروفیسر فرنیزی ایل ایل۔ڈی اور ڈاکٹر اوسکا جیسے قابل مصنفوں کو احمدیت کی طرف توجہ ہوئی اور ان کے دیکھا دیکھی برلن کے کالجوں کے پروفیسر اور طلباء میں بھی تحقیق سلسلہ کی جستجو پیدا ہوگئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارادہ یہاں شاندار اسلامی مرکز قائم کرنے کا تھا اور اسی لئے مسجد برلن کی تحریک بھی آپ نے فرمائی مگر جرمنی کے حالات یکا یک بدل گئے۔

کاغذی روپیہ عملی طور پر منسوخ کر دیا گیا اور سونے کا سکہ جاری کیا گیا۔جس کی وجہ سے قیمتوں میں دوتین سوگنا اضافہ ہوگیا۔مسجد برلن کی تعمیر کے لئے جس کا پہلے تیس ہزار روپیہ کا اندازہ کیا گیا تھا پندرہ لاکھ روپے کے اخراجات بتائے جانے لگے۔ان حالات کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیر مسجد کا کام ملتوی کرا دیا۔بالآخر ربع صدی کے بعد 1949ء میں چوہدری عبداللطیف صاحب بی۔اے کے ذریعہ اس کا احیاء ہوا۔

(ملخص از تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 411-412۔ ایڈیشن 2007ء)

اُسی زمانہ میں ممالک بیرون میں جماعت کی شاندار کامیابیوں کی خبر پڑھ کر ایک مخالف سلسلہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ:

''بے اختیار زبان سے الحمدللہ نکلا۔افریقہ میں عیسائیت کے مقابلہ میں مرزائیت کی فتح یقیناً ہر مسلمان کو اچھی معلوم ہوگی بشرطیکہ وہ حاصل مقصد کو سمجھتا ہو میں آپ کے عقیدہ کا اب تک دل سے مخالف ہوں مگر امریکہ یورپ اور افریقہ میں آپ کے آدمیوں کے ذریعہ جو کچھ کام ہو رہا ہے اس کا اعتراف کرنا اور اس کے نتائج سے مسرور ہونا لازمی سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے دین کا اس سے زیادہ بول بالا کرے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 4صفحہ 316)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ کی برکت سے یورپ میں جس عظیم روحانی انقلاب اور پاک تبدیلی کا آغاز احمدیت کے ابتدائی سالوں میں رونما ہونا شروع ہوا اُس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''دیکھو یا تو وہ وقت تھا کہ یورپ،امریکہ سے لوگ ہمارے ملک میں عیسائی بنانے کے لئے آتے تھے یا اب ہمارے مبلغ ان ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کا نقشہ ہی بدل دیا کہ یا تو مسلمانوں کو پادریوں کے آگے چھپنے کے لئے جگہ نہ ملتی تھی یا اب پادریوں کے لئے چھپنے کی جگہ نہیں۔۔۔اب یورپ میں اس قسم کے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو لکھتے ہیں کہ ہم نہیں سو سکتے جب تک حضرت مرزا صاحب پر درود نہ بھیج لیں۔اور سینکڑوں انسان عیسائیت سے نکل کر آنحضرتؐ کا کلمہ پڑھنے لگ گئے ہیں۔''

(انوار العلوم جلد 6 صفحہ 28)

احمدیت ایک الٰہی تحریک ہے جس کی ابتداء مالکِ حقیقی کے ہاتھوں ہوئی اور وہی اس کی آبیاری اور نشوونما کے سامان مہیا فرما رہا ہے۔اُسی کی تائید ونصرت کے سہارے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ترویج واشاعت کا کام اکناف عالم میں بڑی تیزی سے جاری ہے اور دنیا کے قریہ قریہ اور گوشہ گوشہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے ترانے گائے جا رہے ہیں اور نعرہ ہائے تکبیر کی مسحور کن صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''خدا نے ہمیں اسلام کی تائید کے لئے کھڑا کیا ہے۔خدا نے ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔دنیا مایوس ہو چکی تھی اسلام کی ترقی سے۔دنیا کہہ رہی تھی کہ اسلام اب دنیا پر غالب نہیں آسکتا۔تب خدا نے میرے ہاتھ سے اناڑی لوگوں کو دنیا میں بھجوایا اور انہوں نے ہزاروں افراد کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا۔۔۔جہاں آج خدائے واحد کا نام بھی نہیں لیا جاتا وہاں تھوڑے ہی

دنوں تک تم دیکھو گے ان علاقوں کے کونے کونے سے یہ آواز اٹھتی سنائی دے گی کہ

اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

قوموں نے ہماری مخالفت کی، ملکوں نے ہماری مخالفت کی، حکومتوں نے ہماری مخالفت کی مگر خدا نے ہمارا ساتھ دیا اور جس کے ساتھ خدا ہو اُسے نہ حکومتیں نقصان پہنچاسکتی ہیں نہ سلطنتیں نقصان پہنچاسکتی ہیں......تم مت سمجھو کہ اس وقت مَیں بول رہا ہوں۔ اس وقت مَیں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔''

(تقریر 12/مارچ 1944ء برموقع جلسہ یوم مصلح موعود بمقام لاہور۔ الفضل 18/ فروری 1958ء صفحہ 17-18)

نیشنل سیکرٹری اشاعت کی طرف سے ضروری اعلانات

اراکین جماعت احمدیہ امریکہ کی سہولت کیلئے جماعت احمدیہ امریکہ نے آن لائن کتابیں حاصل کرنے کیلئے amibookstore.us کا انتظام کیا ہے۔ اگر کوئی کتاب اس جگہ مہیا نہ ہو تو براہِ کرم نیشنل سیکرٹری اشاعت سے رابطہ فرمائیں۔ اگر آپ کوئی کتاب لکھ رہے ہیں یا کسی کتاب کا ترجمہ کر رہے ہیں تو براہِ کرم نیشنل سیکرٹری اشاعت سے رابطہ فرمائیں تا کہ معلوم کیا جاسکے کہ کتاب کا پہلے سے ہی ترجمہ تو نہیں ہو چکا اور آپ کی محنت ضائع نہ جائے، نیز آپ کو ضروری معلومات مہیا کی جاسکیں جس سے آپ کے کام میں سہولت پیدا ہو۔

سب مصنفین، مدیران اور شائع کرنے والے احباب براہِ کرم اس طرف توجہ دیں کہ امریکہ میں چھپنے والی سب چیزوں کے دو مسودے مندرجہ ذیل پتے پر بھیجنا لازمی ہیں۔ نہ بھیجنے پر حکومت کی طرف سے جرمانہ ہوسکتا ہے سوائے اس کے کہ حکومت کی طرف سے تحریری طور پر آپ کو مطلع کیا گیا ہو کہ آپ کو رسالے کے شمارے آئندہ بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

Library of Congress, Attn:
Copyright Acquisitions Division.CAD/Ser, 101 Independence Ave. SE, Washington, DC 20559-6602

اگر آپ جماعت احمدیہ امریکہ کے رکن ہیں تو آپ کے گھر احمدیہ گزٹ امریکہ اور النور باقاعدہ آنے چاہئیں۔ اگر آپ کے گھر یہ رسالے نہیں آرہے تو اپنے مقامی پریذیڈنٹ صاحب سے رابطہ فرما کر معلوم فرمائیں یا قاعدہ معلوم فرمائیں کہ جماعت کے نظام میں آپ کا پتہ صحیح طور پر درج ہے۔

جماعت احمدیہ کے شعبہ اشاعت کو ترجمہ کرنے اور مسودات کا معائنہ کرنے کے لئے رضا کاروں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کے پاس ایسی خدمت کیلئے وقت ہے تو براہِ کرم نیشنل سیکرٹری اشاعت سے رابطہ قائم فرمائیں۔

براہِ کرم اپنی مقامی لائبریری کو منظم فرمائیں۔ مقامی پریذیڈنٹ صاحبان براہ کرم مقامی لائبریریوں کیلئے لائبریرین مقرر فرمائیں اور لائبریرین مندرجہ ذیل طریق کے مطابق اپنی لائبریریوں کو منظم فرمائیں: رسائل و کتب کو تین حصوں میں تقسیم فرمائیں:

ان رسائل و کتب کو ریفرینس کے زمرے میں رکھیں جنہیں آپ محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ وہ لائبریری سے باہر جائیں۔

ان رسائل و کتب کو سرکولیشن کے زمرے میں ڈالیں جو احباب عاریتاً لائبریری سے باہر لے جاسکتے ہیں۔

ان رسائل و کتب کو مفت کی مد میں شامل فرمائیں جو احباب اپنی ضرورت کے مطابق لے جاسکتے ہیں۔

ریفرینس اور سرکولیشن والے رسائل و کتب کو تالے میں محفوظ فرمائیں اور ان کی فہرست بنا کر ان کے سرورق کے اندر اپنی جماعت کے نام کا لیبل لگائیں اور فہرست نیشنل سیکرٹری اشاعت کو بھجوائیں تا کہ ہمیں علم ہو کہ امریکہ میں کون سی کتاب کس جماعت میں موجود ہے۔ براہ کرم لیبل خالی جگہ پر لگائیں عبارت پر نہ لگائیں۔

سید ساجد احمد، نیشنل سیکرٹری اشاعت 701-200-1674، syedsajidahmad@gmail.com<syedsajidahmad@gmail.com>

ہفت بندِ مظہر

در بیانِ مظالمِ 1974ء

غارت گری، زِ غارتِ بغداد بر گُزشت　　　　ہر عہد و ہر وثیقہ و پَیمان سوختند

تباہی بربادی بغداد کی تباہی و بربادی سے بھی بڑھ گئی　　　　انہوں نے تو ہر ایک میثاق اور عہدو پیمان کو آگ لگادی

(ترجمہ از رانا منظور احمد۔ بیت الاسلام لائبریری۔ کینیڈا)

محمد احمد مظہر

18 دسمبر 1982ء

نمبرشمار	عنوان بند
بندِ اوّل:	آغازِ فتنہ گری
بندِ دوم:	غارت گری وآتش زنی
بندِ سوم:	مُناجات بدرگاہِ احکم الحاکمین

نمبرشمار	عنوان بند
بندِ پنجم:	وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُ
بندِ ششم:	در بیانِ حقیقتِ نَفسُ الاَمرِی
بندِ ہفتم:	اِستِقبالِ اِستِقبال

آپ کا یہ غیر مطبوعہ فارسی کلام 1974ء کے فسادات کے بارہ میں نہایت اہم تاریخ کا آئینہ دار ہے۔ جس کو آپ نے سات ابواب (بند) میں نظم فرمایا ہے۔ چنانچہ بندِ اوّل میں فتنہ فساد کے آغاز۔ بندِ دوئم میں مار دھاڑ اور آتش زنی۔ اگلے بند میں جماعت کی حفاظت اور خدائی نصرت کی طلب کے لئے مناجات۔ پھر مخالفین کی گمراہی اور ضلالت کی کیفیت۔ پھر ربّ العزّت کی آسمانی بشارات کا تذکرہ۔ احمدیت کی حقیقت کا بیان۔ اور ہمّت و استقلال سے اشاعت وتبلیغِ اسلام کے عظیم الشان کام کو جاری رکھنے اور تیز تر کرنے کی ترغیب اور کامیابی و کامرانی کی منزل کے قریب تر آنے کی نوید اور آخری بند ''مستقبل کا استقبال'' میں فتح وظفر کے عطا ہونے پر اسوۂ حسنہ ﷺ کی پیروی میں دشمنوں سے حسنِ سلوک اور شہیدانِ احمدیت کے خون کو معاف کر دینے کی تلقین کو نہایت دلنشیں اور بلیغ انداز میں پیش فرمایا ہے۔

مختصر تعارف

مجلس وقفِ جدید کے پہلے صدر۔ 1974ء میں قومی اسمبلی میں پیش ہونے والے نمائندہ وفد میں شمولیت۔ وکلاء کے پینل کی سربراہی۔ عالمی شہرت یافتہ ماہرِ لسانیات۔ مسیح موعود علیہ السلام کے عربی کے ام الالسنہ ہونے کے آسمانی انکشاف کی تائید وتصدیق میں دنیا کی 51 مکمّل لغات کو واپس عربی مادّوں تک پہنچانے کا عظیم الشان کارنامہ۔ 1992ء۔ 1993ء میں انٹرنیشنل مین آف دی ایئر کا عالمی اعزاز حاصل کیا۔ فارسی کے قادرالکلام شاعر اور متبحّر عالم۔ آپ کی منظوم فارسی کلام ''دردودرماں'' کے نام سے شائع شدہ ہے۔

سابق امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندِ اوّل

آغازِ فتنہ گری (فتنہ پیدا کرنے کا آغاز)

دِی، مجلسِ حریف، در جوش و خروش بُود
کل دشمن کی مجلس (بہت) جوش و خروش میں تھی

حاضِر، زِ دُور و نزد، ہر فتویٰ فروش بُود
(اور اس میں) دور و نزدیک سے ہر فتوے بیچنے والا (مفتی/مولوی) پہنچا ہوا تھا

☆سَرخیل شاں، چو کرگدن، گردن کشیدۂ
ان کے سرغنہ نے گینڈے کی طرح گردن اکڑائی ہوئی تھی

فارِغ، زِ دِین و دانش و، فرہنگ و ہوش بُود
اور دین اور عقل وفراست اور ہوش وحواس کو جواب دے رکھا تھا

با خِرْقۂ دراز، در آمد، بہ مسجدے
لمبا جبّہ پہنے ہوئے مسجد میں داخل ہوا

☆ خِرسے، بہ بیں، کہِ سر بسر، مُوئینہ پوش بُود
اس ریچھ (نما جبّہ پوش) کو تو دیکھو جس نے بالوں کا لباس پہنا ہوا تھا

بر مِنبر ایستاد، غضبناک و خشمگیں
غیض و غضب سے بھرا ہوا منبر پر چڑھا

گُفتی، کہِ دیگ بر سرِ مِجمر بہ جوش بُود
الفاظ ایسے (اشتعال انگیز) کہ گویا (دہکتی) انگیٹھی پر رکھی ہوئی دیگ جوش کھا رہی تھی

تلقین کرد، غارت و آتش زنی بہم
شدتِ طیش میں حاضرین کو مار دھاڑ اور جلاؤ گھیراؤ کے لئے اکسایا

عِفریت وار، عَربَدہ جُو، فِتنہ کوش بُود
(یہ) شیطان خصلت دنگہ فساد برپا کرنے والا فتنہ پرداز (شخص) تھا

غارت گراں، مخاطب و، واعظ خُدا فروش
تباہی اور بربادی پر تلے ہوئے مخاطب اور انہیں بھڑکانے والا انتہائی فریبی

بارِ گناہِ جاہلاں، اُو را، بہ دوش بود
جاہلوں کے گناہ کا بوجھ بھی اسی کے کندھوں پر تھا

مُلّا کجا و غیرتِ مِلّی کجا ہمے
ملا کہاں اور قومی غیرت کا اس سے کیا جوڑ

آرے سرُور و سُورِ اُو، در نائو نوش بود
بلکہ اس کی ساری خوشی اور سرور تو خورد و نوش میں ہی تھی

وا کرد، بابِ فتنہ و شور و فساد و رفت
اس نے فتنہ اور ہلڑ بازی اور فساد کا راستہ کھولا اور چلتا ہوا

غوغائیانِ شہر را، انگیز داد، و رفت
شہر کے بلوہ فساد پیدا کرنے والے اوباشوں کو بھڑکایا اور چلا گیا۔

نوٹ: ☆ سَرخیل۔ سرغنہ۔ مفتی محمود صاحب
☆ خِرسے۔ ریچھ۔ مفتی صاحب کے جسم پر گھنے بال تھے

☆☆☆☆☆

بندِ دوم

غارت گری و آتش زنی

نَهَبَ اللِّئَامُ نُشُوْبَهُمْ وَ عِقَارَهُمْ
کمینوں نے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا
(یہ حضرت مسیح موعودؑ کے مشہور عربی قصیدہ کا ایک مصرعہ ہے)

غارت گراں، کہِ مسجد و ایوان سوختَنْد
مار دھاڑ کرنے والے (ایسے فسادی) ہیں کہ انہوں نے مسجد اور مکان جلا ڈالے ہیں

ایوان ہا مَپُرسْ، کہِ قرآن سوخْتَنْد
گھروں کا کیا پوچھتے ہو انہوں نے تو قرآن کریم جلا دیئے ہیں

گلبانگِ فتنہ، از سرِ منبر بلند شُد
فتنہ کا شور وغل منبروں پر سے بلند ہوا

اخلاق قوم را، علی الْاِعلان سوختند
اور قوم کے اخلاق کو اعلانیہ جلا ڈالا

لاہورؔ تا کراچیؔ و ملتانؔ تا مریؔ

لاہور سے کراچی تک اور ملتان سے مری تک

امن و امانِ ملک را، آسان سوختند
ملک کے امن و امان کو اتنی آسانی سے نذر آتش کر دیا

اوباش رہنما شُد و، قلّاش راھزن
بدمعاش رہنما بن گئے اور بھو کے ننگے ڈاکو

دکّان و کارخانہ و سامان سوختند
اور دوکانیں اور کارخانے اور دیگر سامان جلا دیا

خس پوش، کُلبہ ھائے مساکینِ بے نوا
بے کس مسکینوں کی گھاس پھوس کی چھتوں والی جھونپڑیوں کو

در جوشِ جھل و، غلبۂ طغیان سوخْتَنْد
جہالت کے جوش اور سرکشی کے غلبہ کی وجہ سے نذرِ آتش کر دیا

آتش زدند، در سروسامانِ شھریان
(پرامن) شہریوں کے سروسامان کو آگ لگا دی

دیوانہ وار، خِرمنِ دھقان سوختند
پاگلوں کی طرح کسانوں کے کھلواڑوں کو جلا دیا

بھتان و زُور و کِذب را، بازار گرم شد
ہر طرف بہتان طرازی، لغویات اور دروغ گوئی چھا گئی

ھوش و حواس و عقل، در ھذیان سوختند
اوردماغی فتور کی حالت میں اپنے ہی ہوش وحواس اور عقل کو جلا ڈالا

ناموس و ننگ و نام را، گفتند الوداع
شرم و حیا اور شرافت کو اُتار کر پھینک دیا

ایمان خویش، بر سرِ مَیدان سوختند
اور اپنے ایمان کو سب کے سامنے جلا ڈالا

جَور و جفا و جبْر را، کردند اختیار
ظلم اور زیادتی اور زبردستی پر اُتر آئے

عِزّ و وقارِ مُلک، در بُحران سوختند
اور دیوانگی کی حالت میں ملک کی عزت و وقار کو آگ لگا دی

صدقریہ بُودہ شِعبِ ابی طالبؑ اے دریغ
وائے افسوس! سینکڑوں بستیاں شعب ابی طالب بن گئیں

ھر اقتضائے خُلْقِ مُسلمان سوختند
اور ایک مسلمان کے اخلاق کے ہر تقاضے کو آگ لگا دی

بُرھانِ دِیْنِ ما، کہ در اُو جبر ھیچ نیست
ہمارے دین کی روشن دلیل اس میں کسی بھی قسم کے جبر کا نہ ہونا ہے

اِینک بہ چَشمِ غَیر، اِیں بُرھان سوختند
دیکھیں کہ انہوں نے غیروں کی آنکھوں کے سامنے اس دلیل کو جلا ڈالا

غارت گری، ز غارتِ بغداد برگزشت
تباہی بربادی بغداد کی تباہی و بربادی سے بھی بڑھ گئی

ھر عھد و ھر وثیقہ و پَیْمان سوختند
انہوں نے تو ہر ایک میثاق اور عہدو پیمان کو آگ لگا دی

چشمِ فلک ندید، گھے، اِعْتِداء چُنیں
چشم فلک نے کبھی اس طرح کی زیادتی نہیں دیکھی

دیوان ھر حساب از عُدْوان سوختند
انہوں نے ہر حساب کے دفتر کو ظلم اور دشمنی سے نذرِ آتش کر دیا

دستورِ ارضِ پاک، و قوانینِ ملک را
سر زمین پاک کے دستور اور ملک کے قوانین کو

بر روئے پاسبانِ نگھبان سوختند
انہوں نے قانون کے محافظ اور نگہبان کی آنکھوں کے سامنے جلا دیا

صبر و ثباتِ احمدی، دِیدند خِیر خِیر
احمدی حضرات کے صبر و استقلال کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے رہے

خود را، بہ غیظ و غُصّہ و غَلْیان سوختند
اور اپنے آپ کو غیظ اور غصہ کے جوش اور ابال میں جلا ڈالا

فوزِ عظیم و حُسنِ عَمَل را نگاہ کُن

ان کی ''عظیم کامیابی'' اور ''حسن عمل'' پر ذرا نظر کریں

طاغوتیان، مساجد و قُرآن سوختند

کہ ان سرکش فتنہ پردازوں نے تو مسجدوں اور قرآن کریم تک کو جلا ڈالا

مِن بعد، جشن ھا و چراغان و دیگ ھا

(مار دھاڑ، جلاؤ گھیراؤ) کی ان کارروائیوں کے بعد جشن منائے، چراغاں کئے اور دیگیں پکائیں

مال و منالِ خویش در عِصیان سوختند

اور اس طرح اپنے مال واسباب کو گناہوں اور نافرمانیوں کی آگ میں جلا دیا

آوائے بر نداشت یکے از ھزار ھا

ہزاروں میں سے کسی ایک نے بھی (ان مظالم کے خلاف) کوئی آواز نہ اُٹھائی

امیدِ اِحتجاج مکُن، از مزارھا

قبروں کے مُردوں سے امید نہ رکھ کہ مظلوم کی حمایت میں کوئی آواز بلند کریں

بندِ سوم

مناجات به درگاهِ احکم الحاکمین

سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والے کی بارگاہ میں التجائیں

ھر صبر راست غایتے، یا رب عنایتے!

ہر صبر کی ایک حد ہوتی ہے، اے پروردگار! تو مہربانی فرما (اور حالات کو سازگار بنادے)

کُو ظلم را نھایتے! یا رب عنایتے!

کیونکہ ظلم کی انتہا ہوگئی ہے۔ یارب تو اب نظر عنایت فرما

تاریخ داں نویسد و ، گوید زِ حالِ ما

تاریخ دان لکھ رہا ہے اور ہماری حالت کے متعلق بیان کر رہا ہے

صد خونچکاں حکایتے، یا رب عنایتے!

سینکڑوں خونبار داستانیں پس اے ہمارے پروردگار۔ ہم تیری عنایت کے طلبگار ہیں

با ما بِرَفت ھرستم، کُو با صحابه رفت

ہم پر ہر وہ ظلم گزرا ہے۔ جو صحابہ پر گزرا تھا

شُد زنده، ھر روایتے، یا رب عنایتے!

ظلم کی ہر داستان دہرائی گئی ہے یارب! نظر کرم فرما اور ان ظلموں کا خاتمہ کر دے

صد قریه بُوده شِعْبِ ابی طالبؑ، اَے دریغ

افسوس! سینکڑوں بستیاں شِعبِ ابی طالب بن گئی ہیں

برخاست ھر رعایتے، یا رب عنایتے!

ہر سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ اے پروردگار کرم فرما اور ان سختیوں کو ختم فرما دے

وحشت نِگر، که مسجد و مِنبر فروختند

ان کا وحشی پن دیکھ کہ مسجد اور منبر تک فروخت کر ڈالے ہیں

گم باد، اِیں دنایتے، یا رب عنایتے!

ایسی کمینگی کا ستیاناس ہو۔ اے پروردگار! ہم پر نظر عنایت فرما

کردند قتل و غارت و آتش زنی روا

قتل وغارت گری اور آتش زنی پر اُتر آئے ہیں

از حد شُده غوایتے، یا رب عنایتے!

گمراہی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اے پروردگار! تو ہماری حفاظت ونصرت فرما

غَیر از تو نیست در ھمه عالَم، تو دانیا

اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ سارے عالم میں تیرے سوا

شنوائے اِیں شکایتے، یا رب عنایتے!

اس شکایت کو سننے والا کوئی نہیں ہے۔ پس تو مہربانی کر اور ہماری دادرسی فرما

از قھر و از جلالِ تو، بُود است بے خَبَر

تیرے قہر اور تیرے جلال سے زمانہ بے خبر ہو گیا ہے

خواھد زمانه آیتے، یا رب عنایتے!

اور قہری اور جلالی جلوے کا طلبگار ہو رہا ہے (پس اے پروردگار تو ایسی ہی تجلی ظاہر فرما)

گه آمد آنکه، وا رَسَد، از بارگاهِ تو

وقت آن پہنچا ہے کہ جب تیری بارگاہ سے مظلوم کی حمایت کی جائے گی

مظلوم را حِمایتے، یا ربّ عنایتے!

اے پروردگار۔ ہم تیری اس کرم نوازی کے منتظر ہیں

گه آمد آنکه، سُنّت و دستورِ تو کند

وقت آن پہنچا ہے کہ جب تیری سُنت اور تیرا قانون

هر ظلم را کفایتے، یا ربّ عنایتے!

ہر ظلم کا بدلہ چکائے گا۔ پس اے پروردگار! ہم تیری اس عنایت کے منتظر ہیں

بر فضلِ تُست مُنْحَصَر، اَے داورِ جہاں

اے اس جہان کے مالک تیرے فضل وکرم پر ہی منحصر ہے

تعمیرِ ہر ولایتے، یا رب عنایتے!

ہر منصوبے اور پروگرام کی تکمیل۔ پس ہم تیری عنایاتِ کریمانہ کے طلبگار ہیں

صر صر وَزید و، گلشنِ ایں ملک پژمرید

تند اور گرم ہوا چلی جس نے اس ملک کے گلشن کو مرجھا دیا

یا ذوالکرم سِقایتے، یا رب عنایتے!

اے رحیم وکریم آقا! اپنے فضل سے رحمت کی بارش برسا

در شرق و غرب، از پئے ناموسِ مصطفےؐ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے قیام کے لئے مشرق ومغرب میں

افراشتیم رایتے، یا رب عنایتے!

ہم نے جھنڈا بلند کیا ہوا ہے۔ اے پروردگار! تو اس مقصد کے حصول میں ہماری مدد فرما

دِلدادگانِ دین را کافر شُمُردہ اند

انہوں نے دینِ اسلام پر فریفتہ اصحاب کو کافر سمجھ رکھا ہے

احبار را ھدایتے، یا رب عنایتے!

اے میرے پروردگار ان علماءِ سو کی ہدایت کے سامان فرما

"بعد از خدا بہ عشقِ محمدؐ مُخمّریم"

خدا تعالیٰ کے بعد ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہیں

"گر کُفر ایں بَوَد، بخدا سخت کافریم"

اگر یہی کفر ہے تو بخدا ہم پکے کافر ہیں

بندِ چہارم

گمرہی ہائے رنگارنگ — وصف الحال

قسما قسم کی گمراہیاں — حقیقتِ حال کا بیان

رِندے بگفت، قیمتِ مسجد حلال نیست

ایک زیرک اور بے باک شخص نے کہا کہ مسجد کو فروخت کرنا اور اسکی قیمت وصول کرنا حلال نہیں ہے

گفتم کہ زیرِ آسماں ایں را مثال نیست

میں نے جواب دیا کہ آسمان کے نیچے اس (ناکردنی حرکت) کی کوئی مثال نہیں ہے

گفتا، شعارِ مولوی علم و عَمَل بَوَد

اُس نے کہا کہ مولوی کا طور طریق تو علم حاصل کرنا اور اُس کے مطابق عمل کرنا ہے

گفتم طریقِ اُو، بجز جنگ و جدال نیست

میں نے جواب دیا، کہ اُسکا طریقہ تو لڑائی جھگڑے کے سوا اور کوئی نہیں ہے

گفتا کہ، حِزبِ احمدیؑ، تبلیغِ دِیں کُنَد

اُس نے کہا کہ احمدی فریق تو دینِ اسلام کی تبلیغ کرتا ہے

گفتم کہ حِزبِ غَیر را ایں جا مجال نیست

میں نے کہا کسی اور فریق کو اس کام کی طاقت وتوفیق نہیں ہے

گفتا، چہ تُحفہ، شیخؔ، از افریقہؔ آورید

اُس نے کہا بزرگوار افریقہ سے کیا تحفہ لائے ہیں

گفتم، بہ جیبِ اُو، بَجُز حُزن و ملال نیست

میں نے کہا کہ اُس کی جیب میں سوائے رنج وغم کے اور کچھ نہیں ہے

گفتا، ہزار دَولتے، رُوئے زوال دِید

اُس نے کہا کہ ہزاروں سلطنتیں ایسی ہیں جن پر زوال آ گیا

گفتم کہ، حزبِ ایزدی، حیدِ زوال نیست

میں نے کہا کہ خدائی فریق زوال کا شکار نہیں ہوتا

گفتا کہ عَزْل و نَصْب را، بینم شبانہ روز

اُس نے کہا کہ (دنیا میں) اتار چڑھاؤ اور ترقی وتنزل دن رات دیکھتا ہوں

گفتم، اساسِ کار ھا، بر اعتدال نیست

میں نے کہا نہاد کاموں کی اعتدال پر نہیں ہے

گفتا کہ، در معاشرہ حُبِّ وطن نماند

اُس نے کہا کہ معاشرہ میں وطن کی محبت نہیں رہی

گفتم، ازیں بزرگ تر، ما را وبال نیست

میں نے کہا کہ ہم پر اس سے بڑا کوئی وبال نہیں پڑا

گفتا کہ، بُودہ غارت و آتش زنی روا

اُس نے کہا کہ لوٹ مار اور آتشزنی جیسا (گھناؤنا فعل) جائز کر لیا گیا ہے

گفتم، مآل آں ہمہ غیر از نکال نیست

میں نے کہا کہ انجام ان سب (بداعمالیوں) کا ذلت اور روسیاہی کے سوا اور کچھ نہیں

گفتا، ہزار زخم ہا، ماندَسْت بے قصاص

اُس نے کہا ہزارہا زخم ایسے ہیں جن کا بدلہ نہیں لیا گیا

گفتم، جراحتے ست، مگر اندمال نیست

میں نے کہا چیر پھاڑ تو ہے۔ مگر زخم بھرنے کا سامان نہیں ہے

گفتا، اصول زندگی دانم قصاص را

اُس نے کہا کہ میں تو جرم کا بدلہ لینے کو ہی زندگی کا اصول سمجھتا ہوں

گفتم، ولے اصول را، اینجا سوال نیست

میں نے کہا بات تو آپ کی درست ہے لیکن یہاں پر اصول کو کوئی نہیں پوچھتا

گفتا کہ، ☆روزنامۂ تلبیس پیشہ کرد

اُس نے کہا کہ ایک روزنامہ ہے جس نے جھوٹ کی اشاعت کو وطیرہ بنا رکھا ہے

گفتم کہ در نصیب اُو، رزقِ حلال نیست

میں نے کہا کہ اُس کی قسمت میں حلال رزق کھانا نہیں ہے

گفتا، ☆جریدۂ ایست، ز شرم وحیا بری

اُس نے کہا ایک شمارہ ہے جس نے شرم وحیا اُتار کر رکھ دی ہے

گفتم کہِ، آں لئیم را، خوفِ مآل نیست

میں نے کہا کہ اُس کمینے لعنتی کو انجامِ بد کا خوف نہیں ہے

گفتا، برہنہ رقص ہم فَنِّ لطیف شد

اُس نے کہا کہ ننگے ناچ کو بھی اعلیٰ پائے کا ہنر سمجھا جانے لگا ہے

گفتم، دریں زمانہ، زیں بر تر کمال نیست

میں نے کہا کہ اس زمانہ میں اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں ہے

گفتا، محال دانما، اصلاحِ حال را

اُس نے کہا کہ میں حالات کا درست ہو جانا (بہت) مشکل سمجھتا ہوں

گفتم، خدائے پاک را چیزے محال نیست

میں نے جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ کے لئے کوئی کام بھی مشکل نہیں ہے

گوھر زِسنگ مے کُنَد، وزموم انگبیں

پتھر میں سے ہیرا بنا دیتا ہے۔ اور موم میں سے شہد

کَون و مکان، نِہادہ، بر دھلیزِ اُو جبیں

تمام عالمِ موجودات اُس کی فرمانبرداری میں سرنگوں ہے

نوٹ: ☆روزنامہ/جریدہ۔نوائے وقت۔ کہ اس نے فتنہ فساد کو ہوا دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

بندِ پنجم

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآء

اور تو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے

خواھد چو لُطفِ ایزدی اصلاحِ کار ھا

جب خدا تعالیٰ کا لطف وکرم کاموں کو سنوارنا چاہتا ہے

پَیدا شَوَد بھارھا، از شعلہ زار ھا

تو بھڑکتی ہوئی آگوں میں سے بہاریں پیدا ہو جاتی ہیں

بخشد گھے، کہِ، بازستاند دگر گھے

ایک وقت کسی کو عطا فرما دیتا ہے اور ایک وقت کسی دوسرے سے واپس بھی لے لیتا ہے

جاہ و جلال و عظمت و عِزّ و وقار ھا

یعنی شان وشوکت اور عظمتیں اور عزتیں

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآء وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآء

اور تو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے

زینگونہ انقلاب ھا، دیدیم بار ھا

اس طرح کے انقلابات ہم نے بارہا دیکھے ہیں

فیضانِ ایزدی، اگر باشد نہ کار ساز

اگر خدا تعالیٰ کا فضل و کرم کاموں کو سنوارنے والا نہ ہو

نے اقتدار مانَد و نے اِختیار ہا

تو نہ کوئی اقتدار باقی رہ سکتا ہے نہ اختیارات

قانون ہا، اگر شوَد، محکومِ مصلحت

قوانین اگر مصلحتوں کے تابع ہو جائیں

بر خیزد ، از زمانہ ، ہمہ اعتبار ہا

تو زمانہ سے ہر قسم کا اعتبار اُٹھ جاتا ہے

برہم شوَد، نظام ہا، درہم قِوام ہا

تمام نظم وضبط، روابط اور ثبات واستحکام درہم برہم ہو جاتے ہیں

در آید انتشار ہا، در کاروبار ہا

اور تمام کاموں میں بد نظمی پیدا ہو جاتی ہے

نے پاسِ عہد مانَد، و نے امن و عافیت

نہ کسی عہد کا لحاظ رہتا ہے۔نہ ہی امن و عافیت باقی رہتی ہے

واژونہ اوفتد، ہمہ قَول و قرار ہا

نیز ہر قول و اقرار کی بھی خلاف ورزی کی جاتی ہے

ہم جُرم ہا فزوں شوَد اندر معاشرہ

معاشرہ میں جرائم بھی بڑھ جاتے ہیں

ہم شِحْنہ، دست بر کَنَد، از گِیرودار ہا

کوتوال بھی پکڑ دھکڑ سے دستکش ہو جاتا ہے

قُرآں اساسِ زندگی داند قِصاص را

قرآن کریم جرم کا بدلہ لینے کو زندگی کی بنیاد قرار دیتا ہے

روشندلاں، نہ جُستہ اند، از وَے فرار ہا

صاحب بصیرت لوگ اس اصول سے گریز اختیار نہیں کرتے

با نیکواں، بدی بَوَد، نیکوئی، با بداں

بُرے لوگوں سے نیکی کرنا نیک لوگوں سے بُرائی کرنے کے مترادف ہوتا ہے

خُرّم کسے کہ بِنگرَد، انجامِ کار ہا

خوش وخرم ہو وہ شخص جو معاملات کے انجام کو دیکھتا ہے

اندر قَفائے ہر عَمَل، ردِّ عَمَل بَوَد

ہر عمل کے پیچھے اس کا ردِعمل لگا ہوا ہے

خارے چو کاشتی، دِرَوِی خار زار ہا

جب تو نے کانٹے بوئے ہیں تو کانٹوں کی فصل ہی کاٹے گا

دانی؟ کہ برگِ خُشک، با گُلہائے تر چہ گفت

کیا تو جانتا ہے کہ خشک پتے نے تروتازہ پھولوں سے کیا کہا

تا چند، اَے نگار ہا، عیشِ بہار ہا

اے میرے پیارو! یہ بہاریں اور کب تک چلیں گی

نے عہدِ گُل بِمانَد و نے کارِ گُل فروش

نہ پھولوں کا موسم رہے گا نہ پھول بیچنے والے کا کام

ہم باغباں، بر آورد، کالائے خود بدوش

باغبان بھی اپنا سامان کندھے پر اُٹھا کر چلا جائے گا

بندِ ششم

در بیانِ حقیقتِ نفس الامری

ہمارے اندرونے کی حقیقت کا بیان

عالَم تمام دَانَد و، دَانَد خُدائے ما

سارا عالم جانتا ہے اور ہمارے پروردگار کو بھی خوب علم ہے

با مصطفےٰ، تمام تر، عِشق و وفائے ما

ہمارا عشق، ہماری وفا سب کی سب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے

ختم الرسل، صدوق و امین، سَیّدُ الوریٰ

جو کہ خاتم الرسل ہیں، صدیق وامین ہیں۔سب دنیا کے سردار ہیں (ﷺ)

خَیرُ الانام، جانِ جہاں، مُقتدائے ما

تمام مخلوقات سے بہترین وافضل، جہان کی جان اور ہمارے پیشوا ہیں

مــقــصــودِ مــا، اِشــاعــتِ اِســلام، در جهــان
ہمارا مقصود دنیا میں اسلام کی اشاعت کرنا ہے

فتــوئ فــروش، بــے خَبَـر، از مــاجــرائــے مــا
فتویٰ فروش (ملاّ) ہمارے حال سے بے خبر ہے

کـــافـــر گـــری، بهـــانـــۂ، بیچـــار گـــان بَـوَد
کفر کے فتوے لگانا تو بے چارگی کا عذر ہوا کرتا ہے

تبـلیـغِ دِیـں نـکــرد، کسـے، مــا سوائــے مــا
دین کی تبلیغ تو ہمارے سوا کسی اور نے نہیں کی

اَحْبــار و اَغـنیــاء، همــــه در گــوشــۂ خمـول
ان کے جبّہ پوش اور دولتمند سب کے سب گوشہ گمنامی میں پڑے ہیں

ســایــه فـگــنــد، بــر هــمــه عــالَم، لوائــے مــا
جب کہ ہمارا جھنڈا کل عالم پر سایہ فگن ہے

قِسمــت نِگــر، کــهِ مَولوی، تکفیـر پیشه کـرد
قسمت دیکھ۔ کہ مولوی نے تو کفر سازی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے

تبـلیـغِ دِیـں، تــمــام تــر، بــاشد بــرائــے مــا
اور دین کی تبلیغ تمام کی تمام ہمارے حصہ میں آئی ہے

هشتــاد و پــنـج ســال، از تــاریـخِ مــا بــه بیں
ہماری تاریخ کے 58 سالوں کو دیکھ

بُــود اســـت، بهــرِ اِعتــلا، هــر اِبتـلائــے مــا
ہم پر ہر ابتلا ترقی اور بلندی کے لئے ہی آیا ہے

طُــوفــان کُــنــد، سـفـیـنـــۂ مــا را بـلـنـد تــر
طوفان ہماری کشتی کو مزید بلند کر دیتا ہے

پَیهــم، خُــدائــے پــاک بَـوَد، نــا خُـدائــے مــا
خدائے قدوس مسلسل ہمارا ناخدا ہوتا ہے

خُــونِ چِهَــل شهیــد را، مَشْــمــار رائــگــان
مت خیال کر کہ چالیس شہیدوں کا خون ضائع چلا گیا

ثبــت اســت، بــر زمــان و زمــی، خُـون بهائــے ما
بلکہ زمانے اور زمین کے ذمہ ہمارا خون بہا واجب ہو گیا ہے

بـــردار، پـــائـــدار شَـــو، عبـدالـطیفؓ وار
حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کی طرح سولی پر (بھی) ثابت قدم رہ

انـدر رِضـــائـے دوست، مـے بـایـد رِضـائـے مـا
دوست کی رضامندی میں ہی ہماری رضا بھی ہونی چاہئے

نَــو دَولتـــانِ شهــــر را، از مـــن پیـــام دِه
شہر کے نئے نئے مالداروں کو میری طرف سے پیغام پہنچا

دِیـدیـد، خِیــر خِیــر، در کــرب و بــلائـے مــا
کہ ہمارے دکھ اور تکلیف کو حیرت اور بے چارگی سے صرف دیکھتے ہی رہے

آوائــے بــر نـداشــت، یـکــے از شُــمـــا هـمـے
تم میں سے کسی ایک نے بھی کوئی آواز نہ اُٹھائی

غَیــر از خُــدا، نبُـود کسـے، مُـلتـجــائـے مــا
خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ہماری جائے پناہ نہ تھا

مِـنّــت خُـدائــے را، کــهِ مُعین است و مهربــان
خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ خود مددگار اور مہربان ہے

اِحســانِ نــاکســان نــه شُد، زنـجیـرِ پـائـے مــا
ادنیٰ لوگوں کا احسان ہمارے پاؤں کی زنجیر نہ بنا

ظُــلــمِ عــظـیـمِ خــویــش نِـگــر، صبرِ مــا بــه بیں
اپنے حد درجہ ظلم کو دیکھ اور ہمارے صبر کو دیکھ

آں بُــوده انتهـــائـــے تــو، وِیـں انتهـــائـے مـــا
وہ تیری انتہا تھی اور یہ ہماری انتہا

بــر مـــا گُــزشــت، آں هــمــه بـر گـردنِ تو مــانـد
جو کچھ ہم پر گزری ہے وہ سب تیری گردن پر ہے

اَے بــے خَبَــر، زِ حــکــمــتِ رَبُّ الْـعُـلائـے مــا
اے کہ تو ہمارے ربِ اعلیٰ کی حکمت سے بے خبر ہے

تـــاریــخِ اوّلیــں شُــده، تـــاریــخِ آخــریــں
پہلوں کی تاریخ پچھلوں کی تاریخ بن گئی ہے

از مـــا مپُــرس، وا بـــه بیں، خُـونیں قبـائـے مــا
ہم سے نہ پوچھ آ اور پھر غور سے ہماری خون آلود قمیص دیکھ لے

دِلدادگانِ میرزاؑ، جان دادگان شُدند

مسیح موعود علیہ السلام کو دل پیش کرنے والے جان پیش کرنے والے بن گئے

از بہرِ حق فنا شُدن، باشد بقائے ما

حق کے لئے فنا ہو جانا ہی ہماری بقا کا موجب بنتا ہے

خُونِ چہل شہید را، مَشْمار رائگاں

مت خیال کر کہ چالیس شہیدوں کا خون ضائع چلا گیا

ثبت است، بر زمان وزمی، خُون بہائے ما

بلکہ زمانے اور زمین کے ذمہ ہمارا خون بہا واجب ہو گیا ہے

یا ربِّ ذوالمِنن، بحقِ سید الوریٰؐ

اے محسن پروردگار! سید الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل

بر جانِ پاکِ ہر چہل فضلِ تو دائما!

ان چالیس پاک نفوس پر اپنا فضل و کرم ہمیشہ نازل فرما

درویشِ دَلْق پوش را، با چشمِ کم مبیں

گودڑی پہنے ہوئے درویش کو نظر استخفاف سے مت دیکھ

دارد متاعِ سرمدی، ہر بے نوائے ما

ہمارا ہر کمزور و بے کس آدمی بھی ہمیشہ رہنے والی دولت سے مالا مال ہے

جان و روانِ ما، پئےِ اِسلام، وقف شُد

ہمارا دل و جان اسلام کے لئے وقف ہے

دردا، کہ تو ندانیا، صِدق و صفائے ما

وائے افسوس کہ تجھے ہمارے صدق و اخلاص کا علم نہیں

مائیم و فصلِ ایزدی را انتظار ہا

ہم اسی حال میں ہیں اور خدائی فیصلہ کا انتظار کر رہے ہیں

عرشِ بریں گزر گہِ عِجز و بُکائے ما

ہماری گریہ زاری اور آہ و پکار عرشِ بریں تک پہنچ رہی ہے

دشت و جَبَل بلَرزَدْ و، گریاں شَوَد فلک

صحرا اور پہاڑ لرزتے ہیں اور آسمان روتا ہے

مُمکِن کُند، مُحال را، پَیہم دُعائے ما

ہماری مسلسل دعا ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتی ہے

بِشْنو کہ، دَورِ غلبۂ اِسلام شُد قریب

سن لے کہ اسلام کے غلبہ کا زمانہ قریب آ گیا ہے

پنہاں، قضائے آسماں، اندر صلائے ما

ہماری پکار کے اندر آسمانی فیصلہ پوشیدہ ہے

عُمرَت دراز باد، تا بینی کہ در جہاں

تیری عمر لمبی ہوتا کہ تو دیکھ لے کہ دنیا جہاں میں

صد محشرے بپا شَوَد، از کرّنائے ما

ہمارے بگل (صور) کی آواز سے سینکڑوں محشر برپا (ہو کر مردے زندہ) ہو جائیں گے

بُوجہلؔ و بُولَہَبؔ شَوَد بے نام و بے نشاں

ابوجہل اور ابولہب کا نام و نشان مٹ جاتا ہے

غافِل مَشَو، زِ سُنّتِ رَبُّ الورائے ما

تو ہمارے پروردگارِ عالم کی اس سنت سے غافل مت ہو

مال و منال و جان و تن، قُربانِ مصطفےٰؐ

مال و اسباب اور جسم و جان (اپنے آقا) حضرت محمد مصطفیٰؐ پر قربان ہیں

بدرؔ و حُنینؔ زِندہ و غالِب خُدائے ما

ہمارا خدا غالب اور (تائید و نصرت کے نظاروں بھرے) بدر و حنین اب بھی زندہ ہیں

گیہانِ ناشناس را، یا رب ہدایتے!

اے پروردگار ناشناس جہان کو ہدایت نصیب فرما

در بارگاہِ تُست، ہمیں اِلتجائے ما

تیری بارگاہ میں ہماری یہی التجا ہے

دُنیا و دِینِ ما، ہمہ عِشقِ محمدیؐ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلقِ عشق رکھنا ہی ہماری تمام تر دنیا اور دین ہے

وِیس نغمہ، مِی تَراوَد، از ارض و سمائے ما

اور ہماری زمین اور ہمارے آسمان سے یہی نغمہ ٹپکتا ہے

"جان و دِلَم فدائے جمالِ محمدؐ است"

میری جان ودل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں

"خاکم، نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است"

اور میری خاک ال محمدؐ کے کوچہ پر قربان ہے

بندِ ہفتم

اِستقبالِ اِستقبال

خوش آئند مستقبل کو خوش آمدید

یاراں خَبَر شوَید و، جہاں را خَبَر کُنید

احباب آگاہ رہیں اور دنیا کو بھی خبر دے دیں

تبلیغِ دِینِ ختمِ رُسل، تیز تر کُنید

حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ کی رفتار مزید تیز کریں

شب ہائے ما سَحَر شُدو، منزل بسے قریب

ہماری راتیں اب صبح میں تبدیل ہو رہی ہیں اور منزل بہت قریب ہے

اِیثارہا، زِ پیشتر ہم بیشتر کُنید

اس لئے جاں فشانیاں بھی پہلے سے بڑھ کر کریں

تَوحیدِ ایزدی، چو شَوَد عالَم آشکار

توحیدِ خداوندی جب کل عالم پر روشن ہو جائیگی

اِسلام را چو کامگر، در بحر و بر کُنید

جب دینِ اسلام کو خشکی اور تری پر غالب کرلوگے

روزیکہ، ربِّ ذُوالْمِنَنْ سَطْوَت بما دھد

جس دن کہ محسن آقا ہمیں شوکت وطاقت عطا فرمائے گا

روزیکہ، ہر مُخالفت را، پَے سِپَر کُنید

جس روز کہ تم ہر مخالفت کو پامال کردوگے

روزیکہ، ہر شہید را ھم یاد آورید

جس روز کہ ہر شہید کو بھی یاد کروگے

روزیکہ، آستین ہا، از گریہ تر کُنید

جس روز کہ آنسوؤں سے اپنی آستینیں تر کرلوگے

روزیکہ، حق در آید و، باطل فرا رَوَد

جس روز کہ حق آجائے گا اور باطل رخصت ہو جائیگا

روزیکہ، خَیر مقدمِ فتح و ظفر کُنید

جس روز کہ آپ فتح وکامرانی کا خیر مقدم کرینگے

آئینہ وار، سینہ ہا، باید، زِ کِینہ پاک

آئینہ کی طرح سینے اس روز کینہ سے پاک ہونے چاہئیں

ہاں، پَیرویٔ اُسوۂ خیرالبشرؐ کُنید

ہاں حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کی پیروی کریں

ہر چند، جَور و جبر ہا، بُود است بے حساب

اگرچہ ظلم اور زیادتیاں شمار سے باہر ہیں

ہر چند، مُشکلیست کہ خُونے ھَدَر کُنید

اگرچہ خون کو بے بدلہ رہنے دینا (بہت) مشکل ہے

اِحسان و عفو، شیوۂ مردانِ رہ بَوَد

(مگر) احسان ودرگزر کرنا ہی خدا والوں کا شیوہ ہوتا ہے

ظُلمے کہ رفت رفت، از و در گُزر کُنید

جوظلم گزرگیا۔سوگزرگیا۔اُس سے درگزر کریں

"اے دِل، تو نیز خاطِرِ اِیناں نگاھدار"

اے دل تو ان کی دلداری بھی پیشِ نظر رکھ

اندرز ہائے مہدیٔ دوراں نگاھدار

اس زمانہ کے امام مہدی علیہ السلام کی نصیحتوں کو مدِ نظر رکھ۔

☆☆☆☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی ایک غرض خدمت قرآن

حافظ مظہر احمد۔ ربوہ، پاکستان

قرآن پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب

ایک عظیم خدمت جس کی آپ کو خاص توفیق عطا ہوئی وہ قرآن پر کئے جانے والے اعتراضات کے مدلّل جوابات دینا ہے۔ جس زمانہ میں آپ مبعوث ہوئے قرآن، اسلام اور بانی اسلام پر ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی لیکن کوئی ان اعتراضات کا تسلی بخش جواب دینے والا نہ تھا آپ نے اللہ تعالیٰ سے توفیق پا کر یہ بیڑا اٹھایا اور نہایت احسن رنگ میں دشمن کے تمام اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے اور وہی مقام جہاں اپنی کم فہمی یا تعصب کے باعث مخالف کو اعتراض کا موقعہ ملا تھا اسی جگہ حقائق و معارف کا خزانہ دکھائی دینے لگا۔ آپ فرماتے ہیں:

تین ہزار اعتراض

''یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو میں نے ایک وقت ان اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کئے ہیں تو ان کی تعداد میرے خیال اور اندازے میں تین ہزار ہوئی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو اور بھی تعداد بڑھ گئی ہوگی کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں مگر میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہہ میں دراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو ان درخشاں جواہرات کی تھیلی پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزّہ و مقدّس کرے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 38)

تمام معارف و حقائق قرآنی کے ظہور کا زمانہ یہی تھا

''یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہزار ہا قسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا ہو گئے اور انواع و اقسام کے عقلی حملے اسلام پر کئے گئے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ز وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:22) یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر بقدر معلوم اور بقدر ضرورت ہم ان کو اتارتے ہیں۔ سو جس قدر معارف و حقائق بطون قرآن میں چھپے ہوئے ہیں جو ہر ایک قسم کے ادیان فلسفیہ و غیر فلسفیہ کو مقہور و مغلوب کرتے ہیں ان کے ظہور کا زمانہ یہی تھا۔ کیونکہ وہ بجز تحریک پیش آمدہ کے ظاہر نہیں ہو سکتے تھے۔ سو اب مخالفانہ حملے جو نئے فلسفہ کی طرف سے ہوئے تو ان معارف کے ظاہر ہونے کا وقت آ گیا اور ممکن نہیں تھا کہ بغیر اس کے کہ وہ معارف ظاہر ہوں اسلام تمام ادیان باطلہ پر فتح پا سکے کیونکہ سیفی فتح کچھ چیز نہیں اور چند روزہ اقبال کے دور ہونے سے وہ فتح بھی معدوم ہو جاتی ہے سچی اور حقیقی فتح وہ ہے جو معارف اور حقائق اور کامل صداقتوں کے لشکر کے ساتھ حاصل ہو۔''

(ازالہ اوہام ص 464)

حضرت عیسیٰؑ سے مماثلت کی ایک وجہ

قرآنی اعتراضات کے رفع کرنے میں حضرت عیسیٰؑ سے جو آپ کی ایک مماثلت ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت عیسیٰؑ کے مبعوث کرنے سے جو حضرت موسیٰؑ سے چودہ سو برس بعد آئے خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ موسوی نبوت کی صحت اور اس سلسلہ کی حقانیت پر تازہ شہادت قائم کرے اور نئی تائیدات اور آسمانی گواہوں سے موسوی عمارت کی دوبارہ مرمت کر دیوے اسی طرح جو اس امت کے لئے مسیح موعود بھی

چودھویں صدی کے سر پر بھیجا گیا اس کی بعثت سے بھی یہی مطلب ہوا کہ جو یورپ کے فلسفہ اور یورپ کی دجالیت نے اسلام پر طرح طرح کے حملے کئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی نبوت اور پیشگوئیوں اور معجزات سے انکار اور تعلیم قرآنی پر اعتراض اور برکات اور انوار اسلام کو سخت استہزاء کی نظر سے دیکھا ہے اور ان تمام حملوں کو نیست و نابود کرے اور نبوت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف سلام کو تازہ تصدیق اور تائید سے حق کے طالبوں کو چمکا دے۔''

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 307،308)

اصلاحِ خلائق

آخری زمانہ کے علماء سوء کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان تھا کہ وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اور بجائے ہدایت کے فتنوں کا منبع ہوں گے انہی میں سے فتنے پھوٹیں گے اور انہی کی طرف لوٹ جائیں گے (مشکوٰۃ المصابیح جزء اول کتاب العلم)۔ اور نتیجتاً ان علماء کی صحبت اور تعلیم سے متأثر ہونے والے عوام الناس جنہوں نے انہی کے رنگ میں رنگین ہو کر عظمت قرآن سے بے بہرہ اور اس کی حقیقی تفسیر سے ناآشنا ہو جانا تھا۔ چنانچہ ان سب کی اصلاح کا کام بھی مسیح موعود و مہدی موعود نے ہی کرنا تھا اس بارہ میں حضور فرماتے ہیں:

''آثار میں ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ فضیلت ہوگی کہ وہ قرآنی فہم اور معارف کا صاحب ہوگا اور صرف قرآن سے استنباط کر کے لوگوں کو ان کی غلطیوں سے متنبہ کرے گا جو حقائق قرآن کی ناواقفیت سے لوگوں میں پیدا ہو گئی ہوں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 25)

احیائے دین اور قیام شریعت

پھر مسیح موعودؑ کا ایک اہم کام احیاء دین اور قیام شریعت تھا چنانچہ آپؑ اپنے اس الہام یحی الدین ویقیم الشریعۃ (تذکرۃ صفحہ 55 ایڈیشن چہارم 2004) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ دین کو از سر نو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کر دے گا یعنی بعض غلطیاں جو مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں اور ناحق آنحضرت ﷺ کی طرف ان غلطیوں کو منسوب کیا جاتا ہے ان سب غلطیوں کو ایک حکم کے منصب پر ہو کر دور کر دے گا شریعت کو جیسا کہ ابتداء میں سیدھی تھی سیدھی کر کے دکھلا دے گا۔''

(براھین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 81)

دعویٰ اور دلیل اپنی الہامی کتاب سے

قرآن کریم کے حوالہ علم کلام میں آپؑ کو جس عظیم خدمت کی توفیق ملی وہ ''دعویٰ اور دلیل'' دونوں کا اپنی الہامی کتاب سے پیش کرنا ہے جو اس سے پہلے بالکل معدوم تھی۔ چنانچہ آپؑ نے اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کے بالکل آغاز میں ہی اس کی وضاحت فرمائی کہ اگر غیر مذاہب میں سے کوئی اس کتاب میں مذکور دلائل قرآنی کا توڑ اپنی الہامی کتاب سے کرے گا تو اسے انعام دیا جائے گا۔ لیکن کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

چنانچہ جب ہندوؤں کی طرف سے 1896ء میں جلسہء اعظم مذاہب کا انعقاد کیا گیا جس میں انہوں نے مسلمانوں، آریوں، اور عیسائیوں کو اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کرنے کی قسم دی تو حضورؑ نے ایک معرکۃ الآراء لیکچر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے تحریر فرمایا جو انتہائی مقبول ہوا اس کے آغاز میں آپؑ فرماتے ہیں

''میں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ جو کچھ بیان کروں خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف سے بیان کروں کیونکہ میرے نزدیک یہ بہت ضروری ہے کہ ہر ایک شخص جو کسی کتاب کا پابند ہو اور اس کتاب کو ربانی کتاب سمجھتا ہو وہ ہر ایک بات میں اسی کتاب کے حوالہ سے جواب دے۔ سو چونکہ آج ہمیں قرآن شریف کی خوبیوں کو ثابت کرنا ہے اور اس کے کمالات کو دکھلانا ہے اس لئے مناسب ہے کہ ہم کسی بات میں اس کے اپنے بیان سے باہر نہ جائیں اور اسی کے اشارہ یا تصریح کے موافق یا اسی کی آیات کے حوالہ سے ہر ایک مقصد کو تحریر کریں۔ پھر فرمایا کہ چونکہ باقی سب بھی اس بات کے پابند رہیں گے اس لئے ہم نے اس جگہ احادیث کے بیان کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ تمام صحیح حدیثیں قرآن شریف سے ہی لی گئی ہیں اور وہ کامل کتاب ہے جس پر تمام کتابوں کا خاتمہ ہے غرض آج قرآن شریف کی شان ظاہر ہونے کا دن ہے اور ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ اس کام میں ہمارا مددگار ہو''۔

(روحانی خزائن جلد 10 اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 1)

قرآن کی حدیث پر فضیلت

قرآن کی ایک اور عظیم خدمت جو آپ نے کی وہ قرآن کی حدیث پر فضیلت ہے ایک طبقہ نے قرآن کو پرکھنے کے لئے حدیث کو کسوٹی بنایا ہوا تھا حضورؑ نے ان کا

قبلہ درست کیا اور فرمایا کہ اصل کسوٹی قرآن ہے جس پر حدیث پرکھی جائے گی بلکہ یہاںتک فرمایا کہ اگر کوئی حدیث بخاری کی بھی ہے لیکن قرآن کے خلاف ہے تو رد کئے جانے کے لائق ہے لیکن اس کے برعکس اگر کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث بھی ہے لیکن قرآن کے مطابق ہے تو قبول کئے جانے کے لائق ہے چنانچہ آپ حدیث کے مقابل قرآن کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔ اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہیے۔ حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے اور اس کے مطابق ہو۔ لیکن اگر اس کے مخالف پڑے تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے۔ لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے۔ قرآن شریف میں جو احکامِ الٰہی نازل ہوئے آنحضرت ﷺ نے ان کو عملی رنگ میں ادا کر کے دکھا دیا اور ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا تو اسلام سمجھ میں نہ آ سکتا۔ لیکن اصل قرآن ہے۔"

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق ص14)

قرآن کا قلعہ بنا دیا

اسی طرح کا واقعہ حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کے ساتھ بھی پیش آیا جو اپنے وقت کے حدیث کے چوٹی کے عالم تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے روز جب حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی تو میں نے معمولی سوال جواب کئے اور بعض احادیث پیش کیں تو میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب قرآن شریف کی آیات پڑھ کر کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دیتے وہ کہتے ہیں کہ یہ انوکھا استدلال دیکھ کر میں حیران ہوا کہ کسی حدیث کو صحیح مرسل وغیرہ قرار دینا کوئی آسان کام نہیں بلکہ بہت مشکل کام ہے مگر یہ عجیب استدلال ہے کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے لہٰذا یہ ضعیف ہے اور یہ قرآن کی تصدیق کرتی ہے اس لئے یہ صحیح ہے وہ کہتے ہیں خیر پہلے دن میں شرمندہ ہو کر چلا گیا اور آپ کے علم قرآن کی کچھ قدر میرے دل میں بیٹھی لیکن رات میرے دل میں خیال آیا کہ واہ برہان تم نے تو کسی جگہ آج تک پیٹھ نہیں دکھائی مرزا صاحب کی بزرگی اپنی جگہ مگر عالم ہونا بالکل اور بات ہے پھر یہ مغل قوم کا فرد کسی عالم گھرانے کا نہیں پھر گاؤں کا رہنے والا نہ کہ شہر کا باشندہ اور تم نے با قاعدہ استادوں سے علوم حاصل کئے اور اب تک کئی میدان مار چکے ہو وہ کہتے ہیں دوسرے روز میں مزید خاص تیاری کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بیان کرتے ہیں کہ سوال و جواب شروع ہوئے تو میں نے محسوس کیا کہ مرزا صاحب نے میرے اردگرد قرآن کا قلعہ بنا دیا میں حضور کے سادہ طرز بیان میں آپ کی قرآن دانی سن کر حیران رہ گیا اور پھر آپ کی تفسیر قرآن کے حقائق و معارف سنے تو دل عش عش کر اٹھا کیونکہ تفسیر میں اس کا عشر عشیر تو درکنار مفسرین تو اس کوچہ سے بالکل بے گانہ تھے اسی وقت میرے دل نے فیصلہ کیا جس کی تلاش میں تم سرگرداں پھر رہے تھے وہ گوہر مراد یہی ہے۔ رات پھر نفس نے زور لگایا کہ کل کا دن دیکھو چنانچہ اگلے روز تیسری دفعہ سوال و جواب ہوئے اور جس قدر علوم کے تیر میرے ترکش میں تھے میں نے استعمال کرنے شروع کئے تو حضورؑ نے نہایت پیار اور سادگی سے فرمایا مولوی صاحب تحقیق حق اور چیز ہے اور ہار جیت کا خیال اور چیز وہ کہتے ہیں تب میرے نفس نے مجھے بہت ملامت کی اور میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیعت لے لیں۔

(حضرت مولانا برھان الدین صاحب جہلمیؓ صفحہ9.8)

"میں بھی اس طرف ہوں جس طرف قرآن ہے"

چنانچہ وفات مسیح کے ایک مباحثہ کے وقت جب آپؑ نے مد مقابل مولوی نظام الدین صاحب کو یہ دلیل دی کہ اس معاملہ میں قرآن کریم ہمارے ساتھ ہے اور اگر تم کوئی ایک آیت بھی حیاتِ مسیح کے حق میں لے آؤ تو میں اپنے اس وفاتِ مسیح کے عقیدہ سے تائب ہونے کو تیار ہوں اس پر وہ خوشی خوشی مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس گئے اور کہا کہ میں اس طرح مرزا صاحب کو شکست دے آیا ہوں وہ کہہ رہے ہیں اگر ایک آیت بھی حیاتِ مسیح کے حق میں قرآن سے مل جائے تو میں وفات مسیح کے عقیدہ سے تائب ہونے کو تیار ہوں اس پر مولوی صاحب بہت سٹپٹائے کہ ہم تو مرزا صاحب کو حدیث کی طرف لاتے ہیں اور تم انہیں پھر قرآن کی طرف لے گئے ہو۔ اس پر اس سعید روح نے کہا کہ میں بھی پھر اسی کی طرف ہوں جس طرف قرآن ہے۔

(حیات طیبہ صفحہ84 مؤلفہ شیخ عبدالقادر سوداگر مل صاحب مطبوعہ سن اشاعت 1960)

حاملین قرآن کی تیاری

آپؑ کی ایک عظیم الشان خدمت قرآن کریم یہ بھی ہے کہ قرآن کریم کی سچی محبت

دلوں میں پیدا فرمائی جس کے نتیجہ میں قرآن کے بڑے بڑے عشاق پیدا ہوئے اور آج تک ہوتے آرہے ہیں۔ بلکہ پیشگوئی میں بھی رجال کا ذکر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ خدمت قرآن کا یہ کام مسیح موعودؑ نے اکیلے نہیں کرنا بلکہ اس مسیح ومہدی کے ساتھ ایک جماعت کی نشاندہی بھی ہے جو اصحاب صفہ کی مانند اس کی دعا اور توجہ کی برکت سے اس کے رنگ میں رنگین ہو کر خدمت قرآن کے اس عظیم کام کے لئے اس کے ساتھ وقف ہوگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تادم آخر نہ صرف خود اس ذمہ داری کو باحسن نبھایا بلکہ اپنے ساتھ ایک ایسی جماعت تیار کی جو آج تک اس مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں ہے۔ پس آج کا دور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور ہے اور اس میں بھی اپنے آپ کو خدمت قرآن کے لئے وقف کرنے والوں کا وہی مقام ہے جو دور اوّلین کے خادمین قرآن کا تھا۔ ہاں شرط یہ ہے کہ انہی خدام اوّلین کے رنگ میں رنگین ہو کر تقویٰ، دعا، محنت، اخلاص، وفا اور وقف کی روح کے ساتھ اس خدمت کا حق ادا کیا جائے۔

نثر اور نظم میں مدحِ قرآن

حضورؑ نے قرآن کریم کی اس قدر مدح سرائی فرمائی کہ آپ کا تمام علم کلام اس مدح قرآن سے بھرا ہوا ہے عربی اردو فارسی تینوں زبانوں میں نثر اور بالخصوص نظم میں اتنی محبت اور عشق سے آپ نے قرآن کریم کے محاسن بیان فرمائے کہ وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ نثر میں قرآن کریم کی مدحت تو حضورؑ کے بیان کردہ فضائل قرآن میں بیان کئے جائیں گے منظوم کلام میں مدحِ قرآن کے کچھ نمونے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ منظوم کلام میں مدحِ قرآن کی سعادت پہلی مرتبہ آپؑ ہی کے حصہ میں آئی۔

عربی منظوم کلام

وما القرآن الا مثل درر ٍ فرائد زانها حسن البیان
وما مست اکف الکاشحینا معارفه التی مثل الحصان
به ما شئت َ من علم ٍ ومن عقل ٍ واسرار ٍ وابکار ٍ المعانی
یسکت کل من یعدو بضغن یبکت کل دجال وجانی
وما ادراک مالقرآن فیضاً خفیر جالب نحو الجنان
له نوران نور من علوم ونور من بیان کالجمان

(نور القرآن صفحہ65)

فارسی منظوم کلام

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیدہ — برغنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ
ایں روشنی ولمعاں شمس الضحیٰ ندارد — ویں دلبری و خوبی کس درقمر ندیدہ
یوسف بقعر چاہے محبوس ماند تنہا — ویں یوسفے کہ تنہا از چاہ برکشیدہ
کیفیت علومش دانی چہ شان دارد — شہدیست آسمانی از وحئ حق چکیدہ
آں نیر صداقت چوں رو بعالم آورد — ہر بوم شب پرستے در کنج خود خزیدہ
آن کس کہ عالمش شد شد مخزن معارف — واں بے خبر ز عالم کیں عالم ندیدہ

اردو منظوم کلام

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

....

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

....

کہتے ہیں حسن یوسفؑ دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یوسفؑ تو سن چکے ہو ایک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

کے چند شاگردوں کا اجمالی تعارف

رانا عبدالرزاق خاں، لندن

آپ (حضرت حکیم نورالدینؓ) کو زمانہ شاگردی میں ہی دوسروں کو پڑھانے کا موقع ملا۔ جس زمانہ میں آپ مکہ میں تحصیل علم میں مصروف تھے انہی ایام میں آپ سے شاہ ابوالخیر صاحب دہلوی خلف الرشید حضرت محمد عمر صاحب نقشبندی مجددی فقہ کی کتاب رَدّالمختار پڑھا کرتے تھے۔ (مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین ص 115 جدید ایڈیشن) تحصیل علم کے بعد جب آپ بھیرہ تشریف لائے تو باقاعدہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس وقت آپ مشکوٰۃ شریف پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کی تدریس کا زمانہ شروع ہو چکا تھا۔ اور تشنگانِ علم وحکمت آپ سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے در پر آ کر دُھونی رمانے کے بعد جس قدر محنت اور توجہ آپ نے سلسلہ کے علماء تیار کرنے میں صَرف کی وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب، حضرت مرزا شریف احمدؓ صاحب، حضرت میر محمد اسحٰقؓ صاحب، حضرت حافظ روشن علیؓ صاحب، حضرت مولوی غلام نبیؓ صاحب مصری، حضرت صوفی غلام محمدؓ صاحب المعروف ماریشسی اور دیگر علماء جنہوں نے خلافت ثانیہ میں شاندار کارنامے سرانجام دیئے، آپ ہی کے شاگرد تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اس لئے نہایت اختصار سے ذیل میں آپ کے کچھ نامور شاگردوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفہ نورالدینؓ صاحب جمونی

جمونی صاحب بھیرہ میں حضرت مولوی صاحب کے پاس تقریباً دس سال تک رہے۔ اور آپ سے دینی علوم کی تحصیل کے ساتھ ساتھ علمِ طِب بھی حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ: ’’مولوی صاحب مجھے خود حدیث پڑھاتے تھے۔ لیکن پڑھائی کے دوران بہت مریض آجایا کرتے تھے۔ اور مولوی صاحب مجھے ایک دو حدیثیں پڑھانے کے بعد نسخے لکھوانے لگ جاتے۔ اور پھر فرماتے ان کو یہ دوائیاں بانٹ دو۔ دوائیوں کی تقسیم کے بعد مولوی صاحب مجھے پھر پڑھانا شروع کر دیتے۔ اس اثناء میں اور مریض آجاتے۔ تو پھر نسخہ لکھنے اور دوائیاں تقسیم کرنے کا کام شروع ہو جاتا۔ غرضیکہ مریضوں کے ہر گروہ کے وقفہ کے درمیان ایک دو حدیثوں کی پڑھائی ہوتی۔ اس اثناء میں بھوپال سے ایک اہل حدیث منشی جمال الدین صاحب نے حضرت مولوی صاحب کو بھوپال آنے کے لئے لکھا۔ بھوپال میں مقیم ہونے کے ارادہ سے بھیرہ سے روانہ ہوئے۔ اور مجھے بھی لاہور تک ساتھ لائے۔ لاہور پہنچ کر فرمایا کہ بھوپال پہنچ کر اور وہاں مقیم ہو کر آپ کو بلا لیں گے۔ اتنی دیر آپ یہیں ٹھہریں۔ لیکن اس اثناء میں مولوی صاحب کے بڑے بھائی مولوی محمد سلطان صاحب فوت ہو گئے۔ اس لئے حضرت مولوی صاحب کو واپس آنا پڑا۔ مولوی صاحب نے لاہور پہنچ کر مجھے فرمایا۔ کہ بھیرہ چلو میں نے عرض کیا کہ میں اب یہاں مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل کر رہا ہوں لیکن مولوی صاحب اصرار کر کے بھیرہ واپس لے گئے اور فرمایا کہ ہم آپ کو طب اور حدیث خود پڑھائیں گے۔ پھر میں ہمراہ ہو لیا اور حسب سابق تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا۔‘‘

(حیاتِ احمد مرتبہ حضرت یعقوب علی تراب صاحب (جدید) جلد سوم حاشیہ ص 116-117)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

آپ نے حضرت مولوی صاحب سے قرآن، حدیث اور تفسیر کا علم حاصل کیا۔ آپ بہت سی کتب کے مصنف، کئی اخباروں کے ایڈیٹر، سات آٹھ زبانوں

کے ماہر، اورنہایت نیک نفس اور پاکباز انسان تھے۔ آپ بھی حضرت مولوی صاحب کی طرح اہلِ بھیرہ تھے۔اور آپ کے والد آپ کو جوانی کی عمر میں حضرت مولوی صاحب کے پاس چھوڑ آئے تھے۔اور اسی زمانے میں آپ نے حضرت مولوی صاحب سے علم حاصل کیا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ

''حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا تعلق حضرت مولوی صاحب کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت سے بہت پہلے کا تھا۔وہ آپ کی دعاؤں اور توجہ سے ہی سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے تھے۔اُن پر حضرت مولوی صاحب کے اثر کا اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیعت حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر لی تھی جس سے اس طرف اشارہ تھا کہ آپ حضرت مولوی صاحب کے خاص طور پر زیرِ اثر ہیں اور انہی کی وساطت سے سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔حضرت مولوی صاحب جب جموں میں قیام پذیر تھے تو آپ چھ ماہ تک حضرت مولوی صاحب کی صحبت میں رہے۔اوراُن سے بخاری شریف پڑھی۔ان کا اپنا بیان ہے کہ مجھ پر ایک ایسا وقت آیا ہے کہ میں علمِ حدیث سے بالکل ناآشنا تھا۔اوراس طرف توجہ کرنی پسند نہ کرتا تھا۔میرے مخدوم استاذ حضرت مولوی صاحب جو اس حلاوتِ علم کے ذوق سے حظ وافر رکھتے تھے۔ ہمیشہ اس طرف توجہ کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ آخر 1886ء میں جبکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی مشیت نے کشمیر میں چھ ماہ کے لئے ایک جگہ رکھا اور مولوی صاحب نے بخاری شریف مجھے سنائی یا یوں کہو کہ میں نے اُن سے سُنی اس وقت مبارک برکات مجھ پر منکشف ہوئیں اور اب تو میں تجربہ سے کہتا ہوں کہ جو کوئی حضرت رسول اکرم ﷺ کی پاک صورت دیکھنا چاہے وہ حدیث پڑھے۔قرآن شریف پڑھنے کے بعد بڑا سعادت مند وہ ہے جو حدیث پڑھتا ہے حضرت مولوی صاحب کی صحبت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ میں اس قسم کی خوبیوں اور معارف سے واقف ہوا۔''

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے علوم سے بہت کچھ دیا ہے۔اور حق یہ ہے کہ اس میں میرے فکر یا میری کوشش کا دخل نہیں۔وہ صرف اس کے فضل سے ہے۔مگر اس فضل کے جذب کرنے میں حضرت استاذی المکرّم حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا بہت سا حصہ ہے۔میں چھوٹا تھا اور بیمار رہتا تھا، وہ مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیتے تھے۔اور اکثر یہ فرماتے تھے کہ میاں تم کو پڑھنے میں تکلیف ہوگی میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ اور اکثر اوقات خود ہی قرآن پڑھتے، خود ہی تفسیر بیان کرتے، اس کے علوم کی چاٹ مجھے انہوں نے لگائی اور اس کی محبت کا شکار بانی سلسلہ احمدیہ نے بنایا۔بہرحال وہ عاشقِ قرآن تھے۔اور ان کا دل چاہتا تھا کہ سب قرآن پڑھیں۔ مجھے قرآن کا ترجمہ پڑھایا اور پھر بخاری کا اور فرمانے لگے لو میاں! سب دنیا کے علوم آگئے۔ان کے سوا جو کچھ ہے یا زائد یا ان کی تشریح ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد سوم دیباچہ ص ج)

اسی طرح آپ نے ایک دفعہ فرمایا:

''قرآن کریم کا ترجمہ میں نے آپ سے (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) سے چھ ماہ میں پڑھا۔میرا اگلا چونکہ خراب رہتا تھا۔اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مجھے پڑھنے نہیں دیتے تھے آپ خود ہی پڑھتے جاتے تھے اور میں سنتا جاتا تھا اور چھ مہینہ یا اس سے کم عرصہ میں سارے قرآن کا ترجمہ آپ نے پڑھا دیا۔پھر تفسیر کی باری آئی۔تو سارے قرآن کریم کا آپ نے ایک مہینہ میں دور ختم کر دیا۔اس کے بعد بھی آپ کے درسوں میں شامل ہوتا رہا ہوں۔لیکن پڑھائی کے طور پر صرف ایک مہینہ ہی پڑھا ہوں۔پھر مجھے آپ نے بخاری پڑھائی اور تین مہینہ میں ساری بخاری ختم کرادی حافظ روشن علی بھی میرے ساتھ درس میں شامل ہوگئے تھے۔وہ بعض دفعہ سوالات بھی کرتے تھے۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس کا جواب دیتے تھے۔حافظ صاحب ذہین تھے اور بات کو پھیلا پھیلا کر لمبا کر دیتے تھے۔ انہیں دیکھ کر مجھے شوق آتا کہ میں بھی اعتراض کروں چنانچہ ایک دو دن میں نے بھی بعض اعتراض کئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ان کے جوابات دیئے۔ لیکن تیسرے دن جب میں نے کوئی اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا۔''میاں! حافظ صاحب تو مولوی آدمی ہیں وہ سوال کرتے ہیں تو میں جواب دے دیتا ہوں۔لیکن تمہارے سوالات کا میں جواب نہیں دوں گا۔مجھے جو کچھ آتا ہے تمہیں بتا دیتا ہوں اور جو نہیں آتا وہ بتا نہیں سکتا۔تم بھی خدا کے بندے ہو اور میں بھی خدا

کا بندہ ہوں تم بھی محمد رسول ﷺ کی اُمت میں شامل ہو اور میں بھی محمد رسول ﷺ کی اُمت میں شامل ہوں۔ اسلام پر اعتراضات کا جواب دینا صرف میرا ہی کام نہیں تمہارا بھی فرض ہے کہ تم سوچو اور اعتراضات کا جواب دو۔ مجھ سے نہ پوچھا کرو۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ قیمتی سبق یہی تھا، جو آپ نے مجھے دیا۔''

(الفضل 12۔اکتوبر 1960ء ص 3۔4)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے 1912ء میں ایف اے پاس کرنے کے بعد بی۔اے میں داخلہ لیا تو دورانِ سال آپ دنیا پر دین کو مقدم کرتے ہوئے کالج سے نام کٹوا کر قرآن و حدیث کے علم کے حصول میں مشغول ہو گئے۔آپ نے قاضی ظہور الدین اکمل صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:'' کالج پھر بھی مل جائے گا مگر زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، ممکن ہے قرآن مجید و حدیث پڑھنے کا اور پھر وہ بھی نور الدین ایسے پاک انسان سے پھر موقع نہ مل سکے اس لئے میں نے یہی بہتر جانا۔''

(حیات بشیر ص 61 جدید ایڈیشن)

حضرت مولوی صاحب نے آپ کے ذوق قرآن کو دیکھ کر ان کے لئے خاص طور پر درس کا اہتمام کیا۔ چنانچہ '' حیات بشیر'' میں لکھا ہے کہ:'' حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو ایک جماعت کے ساتھ صبح بعد نماز فجر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے ایک درس قرآن شریف کا دینا شروع کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ بیرونی اصحاب جو اس موقع پر آسکتے ہیں۔ آکر شامل ہو جائیں۔ دو رکوع روزانہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک درس بعد عصر اور ایک بعد مغرب ہوتا ہے۔ ہر سہ میں شامل ہونے سے بہت جلد قرآن شریف سارا پڑھا جا سکتا ہے۔'' نومبر 1913ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی طبیعت ایک دن زیادہ خراب ہوگئی تو آپ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو فرمایا:'' میاں کل جمعہ ہے مگر تم آجانا اگر زندگی باقی ہے تو تمہیں ہفتہ کے دن قرآن ختم کرانے کا ارادہ ہے۔ ورنہ میرے بعد اپنے بھائی صاحب (حضرت مصلح موعود۔ ناقل) سے ختم کر لینا۔'' لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور 8 نومبر 1913ء کو آپ نے سارا قرآن کریم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے پڑھ لیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے آپ کے لئے بہت دعائیں کیں۔ اور حضرت اُمّ المومنینؓ نے اس خوشی سے مٹھائی بانٹی۔''

(حیات بشیر ص 62۔63 جدید ایڈیشن)

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ

12 مئی 1910 کے پرچہ بدر میں '' مدینۃ المسیح '' کے عنوان کے نیچے لکھا ہے:

'' حضرت مولانا (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔ ناقل) آج کل تین درس دیتے ہیں بعد از نماز صبح مسجد میں پہلے صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کو، پھر چند گریجوایٹ ہیں مثلاً شیخ تیمور صاحب ایم اے، ان کو قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے۔ یہ درس خصوصیت سے لطیف ہوتا ہے بخاری کا درس بھی شروع ہے مبارک وہ جو اس موقع سے فائدہ حاصل کرے۔''

(بدر 13مئی 1910ء ص 2 حیات نور ص 452)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی حضرت مولوی صاحب کے شاگردوں میں سے تھیں۔ آپ بیان کرتی ہیں:'' میں نے کچھ تعلیم نہیں پائی۔ دس سال کی عمر میں باقاعدہ گھریلو تعلیم کا جو سلسلہ تھا وہ ختم ہو گیا تھا۔ چونکہ میرے استاد مکرم پیر منظور محمد صاحب کی اہلیہ محترمہ کو ٹی بی ہو گئی تھی تو حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے پڑھنے کے لئے اُدھر جانے سے روک دیا تھا کیونکہ اس طرح زیادہ وقت وہاں گزرتا تھا۔ ویسے تو وہ ہمارے گھر ہی میں تھے۔ کسی کسی وقت چلی بھی جاتی تھی۔ تین چار روز حضرت مسیح موعودؑ نے خود مجھے فارسی (گلستاں) کا سبق پڑھایا پھر اپنی کم فرصتی کی وجہ سے فرمایا ناغہ ہوگا مولوی صاحب سے کہو یہ بھی وہی پڑھا دیا کریں۔ قرآن شریف کا ترجمہ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل پہلے ہی پڑھاتے تھے۔'' (تحریراتِ مبارکہ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ پاکستان ص 154)

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں اور میر محمد اسحاقؓ صاحب دونوں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا خاندانی تعلق خواجہ میر درد دہلوی کے خاندان سے تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کے برادرِ نسبتی تھے۔ قادیان کے دور میں آپ نے بھی حضرت مولوی صاحب سے علم حاصل کیا۔ حضرت مولوی صاحب نے انہیں ان چالیس احادیث کا راوی بھی بنایا جو آپ نے مدینہ میں قیام

کے دوران حضرت شاہ عبدالغنی مجدّدی سے روایت کی تھیں۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ

آپ نے بھی حضرت مولوی صاحب سے درس لیا۔ چنانچہ آپ بیان کرتے ہیں:

''حضرت اقدس علیہ السلام بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے۔ کہ مولوی نورالدین کی تفسیر قرآن آسمانی تفسیر ہے۔ صاحبزادہ صاحب اُن سے قرآن پڑھا کرو، اور ان کے درس قرآن میں بہت بیٹھا کرو اور سنا کرو اگر تم نے دو تین سیپارہ بھی مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف پڑھنے کا ملکہ ہو جاوے گا یہ بات مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے شاید پچاس بار کہی ہوگی اور درحقیقت میں اسرارِ قرآنی اور تفسیر کلام رحمانی سے نا آشنا اور ناواقف تھا۔ پس میں حضرت اقدس علیہ السلام کے فرمانے سے درس میں بیٹھنے لگا۔ اور قرآن شریف سننے لگا۔ اور ایک لطف ایسا آنے لگا کہ جس کا بیان میری تحریر سے باہر ہے۔ اور آپ ہی کی برکت سے مجھے قرآن شریف کی تفہیم ہوتی گئی اور خود حضرت اقدس علیہ السلام بھی مجھے پڑھایا کرتے تھے اور مطالب قرآن کریم سمجھایا کرتے تھے اور ایک شرف مجھے آپ سے یہ ہے کہ میں نے بخاری شریف کا کچھ حصہ آپ سے پڑھا ہے اور تھوڑے سے حصہ میں میر ناصر نواب صاحب مدّ ظلّہ العالی بھی میرے شریک اور ہم سبق رہے۔'' (تذکرۃ المہدی حصہ اوّل ص 174 جدید ایڈیشن)

حافظ روشن علی صاحبؓ

آپ حضرت مولوی صاحبؓ کے شاگردِ خاص تھے آپ کا سارا وقت حضرت مولوی صاحب کے مطب یا درس میں گزرتا تھا۔ آپ درس انتہائی غور سے سنتے تھے قرآن اور تفسیر کا علم آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے حاصل کیا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے ایک دفعہ فرمایا: ''میں نے اپنے تمام روحانی علوم میاں محمود احمد کو دے دیئے ہیں۔ اور تمام ظاہری علوم حافظ روشن علی صاحب کو دے دیئے ہیں۔''

(حافظ روشن علی صاحب، سیرت و سوانح از سلطان احمد پیر کوٹی ص24)

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اپنے متعلق بیان کرتے ہیں:

''میں جب شروع شروع میں قادیان پڑھنے کے لئے آیا تو میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل ہونا چاہتا تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے فرمایا میاں تم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے گھبرا کر عرض کی کہ حضور! نہ میرے باپ نے عربی پڑھی نہ میرے دادا نے۔ قرآن شریف بھی مجھے پڑھنا نہیں آتا تو میں عربی کی اتنی بڑی بڑی کتب کیسے پڑھوں گا؟ فرمایا تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو جاؤ اس پر میں نے ہائی سکول کا خیال دل سے نکال دیا۔ اور مدرسہ احمدیہ میں پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضور عصر کی نماز اور درس کے لئے مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، میں بھی ساتھ تھا جب مسجد کی آخری سیڑھی پر پہنچے تو اپنا ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور دوسرا اپنی داڑھی پر اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ دیکھو میں نے عربی پڑھی ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھے رزق دیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ عربی پڑھنے کے بعد خدا تعالیٰ رزق نہیں دیتا؟ یہ سن کر میں بالکل خاموش ہو گیا۔ اور اس کے بعد مجھے حضور کا درس سننے کا اتنا شوق پیدا ہوا کہ میں حضور کے ہر درس میں بڑے شوق اور جدوجہد سے شامل ہوتا۔'' (حیاتِ نور باب ہشتم ص 605.604)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ

آپ حضرت مولوی صاحب کی شفقت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں جب بھی میں قادیان مقدس حاضر ہوتا تو اکثر مولوی نورالدین صاحب مجھے طب پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے اور یہ بھی فرمایا کرتے کہ آپ ذہین آدمی ہیں میں جلد ہی آپ کو طبّ کا علم پڑھا دوں گا اس کے جواب میں میں یہی عرض کرتا رہا کہ مجھے تصوّف کے بغیر اور کسی علم سے شغف نہیں اس لئے معذور ہوں۔ آخر جب اسی طرح کئی سال گزر گئے تو ایک دن حضرت مولانا صاحب مہمان خانہ میں تشریف لائے۔ اور ایک طب کی کتاب میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا اب تو میں آپ کو پڑھا کر ہی چھوڑوں گا۔ میں نے جب یہ شفقت دیکھی تو پڑھنے پر مجبور ہو گیا اور حضور سے طبّ کی بعض کتب بالاسباق پڑھتا رہا۔ اس کے بعد آپ کی توجہ سے مجھے اس علم کا اتنا شوق پیدا ہوا کہ میں نے بعض نسخے راہ چلتے مسافروں سے بھی پوچھے ہیں اور ان سے فائدہ اُٹھایا ہے۔'' (حیات قدسی حصہ دوم ص 82.81)

مولوی محمد علی صاحبؓ

آپ نے حضرت مولوی صاحب سے قرآن مجید کا علم حاصل کیا۔ چنانچہ آپ اپنی تفسیر ''بیان القرآن'' میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ: ''میری زندگی

میں ......جس شخص نے قرآن کریم کی محبت اور خدمت قرآن کا شوق پیدا کیا وہ اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے بعد فہم قرآن میں جس شخص نے مجھے اس راہ پر ڈالا وہ استاذی المکرّم حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم ہیں۔'' (بیان القرآن از مولوی محمد علی صاحب جلد اول دیباچہ ص 3)

اکبر شاہ خان نجیب آبادی

تاریخ کا ذوق رکھنے والے ایک نوجوان تھے چھ سال تک حضرت مولوی صاحب کی صحبت میں رہے۔ درسِ قرآن میں شامل ہو کر نوٹ لکھتے رہے۔ ان کی سب سے پہلی مرتبہ کتاب ''مرقات الیقین فی حیات نورالدین'' ہے جو حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ خلیفۃ المسیح الاوّل کی اپنی لکھوائی ہوئی سوانح عمری ہے۔ مرقات الیقین کی صرف پہلی جلد ہی شائع شدہ ہے۔ اس کی ایک اور جلد بھی تھی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اپنی لکھوائی ہوئی تھی۔ مگر جب یہ مبائعین سے علیحدہ ہو گئے۔ تو اس کتاب کا مسوّدہ بھی ساتھ ہی لے گئے۔ جس کی وجہ سے وہ حصہ شائع نہ ہو سکا۔ یہ اردو کے بلند پایہ ادیب، بہت سی اعلیٰ درجہ کی تاریخی اور تحقیقی کتب کے مولّف، کئی اخبار اور رسالوں کے ایڈیٹر اور ہندوستان کے مشہور انشاء پرداز تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے شاگردوں کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ پورا ہندوستان آپ کے شاگردوں سے بھرا پڑا ہے۔ تو اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے تاریخ کا ادنیٰ سا طالب علم بھی انکار نہیں کر سکتا اب آخر میں آپ کے چند مشہور شاگردوں کے اسماء لکھنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ آپ کے شاگرد کس پایہ کے تھے۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب، حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب، حضرت خان بہادر شیخ عبداللہ صاحب پلیڈر، مکرم شیخ تیمور صاحب سابق وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی، مرزا محمد حسین صاحب، ملک غلام فرید صاحب ایم اے، سید ولی اللہ شاہ صاحب، حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، مہاراجہ رنبیر سنگھ، راجہ امر سنگھ، راجہ رام سنگھ وغیرہ۔ اسی طرح آپ کے چند ایسے تلامذہ کے اسماء بھی بیان کر دئے جاتے ہیں جنہوں نے آپ سے علم طِب حاصل کیا۔ حضرت حکیم غلام محمد صاحب امرتسری، حکیم قطب الدین صاحب بدوملہوی، حکیم فضل الرحمٰن صاحب، حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ، حکیم ڈاکٹر محمد طفیل بٹالوی صاحب، حکیم نور محمد صاحب، ڈاکٹر محمد حیات صاحب راولپنڈی، حکیم نظام جان صاحب، حکیم عبدالرحمٰن کاغانی صاحب، حکیم محمد ابراہیم کپورتھلوی صاحب، حکیم عطا محمد صاحب، حکیم محمد صدیق صاحب۔ (ماخوذ)

خوشبو

محمد اسلم صابر، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

مجھے تو نے کہا ہے میرزائی ۔۔۔ ترے منہ میں مٹھائی میرے بھائی
میں خوش قسمت ہوں اِس نسبت پہ نازاں ۔۔۔ ہے کی تو نے مری عزّت فزائی
اسی نسبت کی برکت سے ہوا ہوں ۔۔۔ دل و جاں سے محمدؐ کا فدائی
وہی موعود و مہدیؑ میرزا ہیں ۔۔۔ خبر جن کی تھی نبیوں نے سنائی
سراسر رحم و احساں ہے وہ ہستی ۔۔۔ جو صدیوں بعد یہ نعمت ہے لائی
تری خواہش کہ داخل ہو نہ کوئی ۔۔۔ دعا میری کہ آئے سب خدائی
میں تیری خیر کا ہوں آرزومند ۔۔۔ ترے دل میں ہے کیوں نفرت سمائی
جہاں میں اک نشاں ہے احمدیّت ۔۔۔ سمجھتا کیوں ہے تو اس کو برائی
یہ ہے فضلِ عظیمِ ربِ اکبر ۔۔۔ خلافت کی لڑی ہم کو تھمائی
اُسی نے آج دستارِ فضیلت ۔۔۔ سرِمسرور پر خود ہے سجائی
ادھر بندوں کا اک تانتا بندھا ہے ۔۔۔ خدا نے کی ہے جن کی رہنمائی
ہیں چرچے اب تو اس کے سب جہاں میں ۔۔۔ یہاں آؤ اسی میں ہے بھلائی
نہ پہچانے امامِ وقت کو جو ۔۔۔ خدا جانے ہے کیسی پارسائی
بروزِ حشر کیا ہو گا بہانہ ۔۔۔ کہ جب کام آئیں گے آباء نہ بھائی
بفضلِ ایزدی ہم احمدی ہیں ۔۔۔ کہو کچھ اور یا کہ میرزائی
گلابوں کا کوئی بھی نام رکھ دو ۔۔۔ ہے اِن سے تو سدا خوشبو ہی آئی
دلوں کو پھیر دے اس سمت مالک ۔۔۔ ترے در پہ ہے صابؔر کی دہائی

آنحضرت ﷺ کی حفاظت الٰہی کے ایمان افروز واقعات

وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کے مطابق حفاظت الٰہی کے حسین نظارے

لقمان احمد، ربوہ

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات مبارک میں بے شمار ایسے مواقع آئے جب دشمن نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ ہمارے آقا رحمت دو عالم کو قتل کر دیں گے اور اس کام کے لئے دشمن نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے اس قرآنی وعدہ کے مطابق کہ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (سورۃ المائدہ آیت 68) دشمن کی ہر تدبیر کو ناکام بناتے ہوئے یہ ثبوت دیا کہ خدا اپنے بندوں کی مدد اور حفاظت کے لئے کافی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ مکّہ معظّمہ میں کئی مرتبہ کفار قریش آنحضرتؐ کے اقدام قتل کے مرتکب ہوئے تھے اور ہر ایک مرتبہ ناکام رہے۔''

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد23 صفحہ235)

پھر فرمایا

''یاد رہے کہ پانچ موقعے آنحضرتؐ کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا اگر آنجنابؐ درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔ (1) ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرتؐ کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے (2) دوسرا موقعہ وہ تھا جب کہ کافر لوگ اس غار پر مع ایک گروہِ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرتؐ مع حضرت ابو بکرؓ کے چھپے ہوئے تھے (3) تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جب کہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرتؐ اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی یہ ایک معجزہ تھا (4) چوتھا وہ موقعہ تھا جب کہ ایک یہودیہ نے آنجنابؐ کو گوشت میں زہر دے دی تھی۔ اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا (5) پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا جب کہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرتؐ کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کا ان تمام پرخطر موتوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپؐ صادق تھے اور خدا آپؐ کے ساتھ تھا۔''

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد23 صفحہ263-264 حاشیہ)

آنحضرت ﷺ کی حفاظت الٰہی سے متعلق یسعیاہ نبی کی پیشگوئی

بائبل میں آنحضرتؐ کی حفاظت الٰہی سے متعلق ایک عظیم الشان خبر جو یسعیاہ نبی نے دی ان الفاظ میں مذکور ہے۔

''دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر ڈالی۔........ یعنی خداوند خدا یوں فرماتا ہے میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا۔''

(یسعیاہ باب42 آیت 1-6)

اس ضمن میں چند ایمان افروز واقعات درج ذیل ہیں

آنحضرتؐ کے قتل کے لئے قریش مکہ کی ناکام تدبیریں

جب تمام مسلمان ہجرت کر کے جا چکے تھے اور آنحضرتؐ ابھی مکہ میں

ہی تھے اور ہجرت سے متعلق خدائی اجازت کے منتظر تھے آنحضرتؐ کو تنہا سمجھ کر کافروں نے یہ موقع مناسب خیال کیا اور اپنی قومی پنچایت ''دارالندوہ'' میں آنحضرتؐ کو قتل کرنے کی ناکام تدبیریں کرنے لگے۔ آخرکار ابوجہل کی اس تجویز پر اتفاق ہوا کہ

''ہم اپنے ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان چھانٹ کر مسلح تیار رکھیں اور جب محمدؐ سو رہے ہوں تو سب جوان اکٹھے ہو کر ایک آدمی کی طرح ان پر وار کر دیں اس طرح ان کی قوم قصاص لینا بھی چاہے گی تو ہمارے اتنے قبائل سے لڑ نہیں سکے گی۔ لامحالہ خون بہا پر راضی ہوگی غرض اس تجویز پر اتفاق ہو گیا''۔ ادھر جبرائیل نے آپؐ کو اس بد ارادے کی خبر کر دی۔ آنحضرتؐ کے پاس جو لوگوں کی امانتیں تھیں وہ آپؐ نے حضرت علیؓ کے سپرد کیں کہ وہ امانتیں انہیں لوٹا دیں اور حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا دیا۔ ظالم قریش خونی ارادے کے ساتھ آپکے گھر کے باہر جمع ہو کر محاصرہ کئے ہوئے تھے اور اس قدر غفلت میں تھے کہ آنحضرتؐ اُن کے سامنے سے ان کے سروں کے اوپر خاک ڈالتے ہوئے چلے گئے۔ ادھر قریش تھوڑی دیر بعد اندر جھانک کر دیکھتے تو آنحضرتؐ کے بستر پر کسی کو لیٹا ہوا پا کر مطمئن ہو جاتے تھے صبح ہوئی تو انہیں علم ہوا کہ آنحضرتؐ چلے گئے ہیں''۔

(سیرت النبی ا لابن هشام باب هجرة الرسولؐ)

غارِ ثور کا واقعہ

ہجرت کے وقت ہی جب آپؐ اپنے رفیق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غارِ ثور میں تھے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قریش کو خاص طور پر غار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جن کے ساتھ نشانِ قدم کے ماہر بھی تھے جب غار کے قریب انہوں نے ایک تعاقب کے ماہر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

''خدا کی قسم تمہیں جس کی تلاش ہے وہ اس غار سے آگے نہیں گیا''۔ یہ جملہ سن کر حضرت ابوبکر اتنے فکرمند ہوئے کہ رو پڑے اور کہنے لگے۔ ''خدا کی قسم میں اپنی جان کے لئے نہیں روتا بلکہ مجھے اس کا خوف ہے کہ کہیں آپؐ کو کسی پریشانی میں نہ دیکھنا پڑے''

اس پر آپؐ نے فرمایا ''غم نہ کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے''۔ اسی وقت اللہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دل کو سکون عطا فرمایا اور ان کو ایسا اطمینان بخشا جس سے دلوں کو سکون اور آرام ملتا ہے''۔

(سیرت حلبیه باب عرض رسول اللّٰہؐ نفسه علی القبائل من العرب ان یحموه وینا صروه علی ما جاء به من الحق)

جنگ احد میں خدائی حفاظت کا عظیم الشان نشان

جنگ احد میں ایک موقع ایسا بھی آیا جب دشمن کے دوبارہ حملہ سے مسلمانوں کے لشکر میں درہمی برہمی پیدا ہو گئی۔ اور دشمن کی فوج کا گزر بالکل آنحضرتؐ کے سامنے سے ہوا۔ دشمن نے آپؐ کو جانی نقصان پہنچانا چاہا، دشمن کے اس شدید حملہ سے آپؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ آپؐ کے چہرۂ مبارک سے خون جاری تھا اور آپؐ یہ فرما رہے تھے کہ ''وہ لوگ کیسے فلاح پا سکتے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلودہ کر دیا۔ اس آزمائش کی گھڑی میں بھی مشرکین کا ہزاروں کا لشکر آپؐ کو قتل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا اور اپنے اس ارادے میں ناکام رہا۔

جنگ احد میں ہی ایک دشمنِ اسلام اُبی بن خلف مکہ میں جب آپؐ سے ملتا تو کہتا کہ اے محمدؐ! میں ایک گھوڑا سونا کھلا کھلا کر پرورش کر رہا ہوں اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ آنحضرتؐ فرماتے انشاء اللہ میں تم کو قتل کروں گا۔ جنگ احد میں اس کا یہ انجام ہوا کہ زخمی حالت میں اسی گھوڑے پر گرتا پڑتا جب قریش کے پاس پہنچا تو کہا کہ خدا کی قسم محمدؐ نے مجھ کو قتل کر دیا کیونکہ انہوں نے مجھے زخمی کر دیا ہے جس سے میں ہرگز جانبر نہیں ہو سکتا۔ جب کفار مکہ واپس ہوئے تو سرف کے مقام پر یہ مر گیا۔

(سیرت النبی لابن هشام باب غزوه احد۔ ذکر شأن عاصم بن ثابت ناشر دارالکتب العلمیه بیروت)

زہر دینے والی یہودی عورت سے عفو کا سلوک

''خیبر کی ایک یہودی عورت نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملا دیا اور رسول اللہؐ کے پاس تحفہ بھیجا آپؐ نے اس میں سے دستی کا گوشت اٹھایا اور تناول کیا اور آپؐ کے ساتھ صحابہ نے بھی کھایا پھر آپؐ نے ان سے فرمایا۔ بس اپنے ہاتھ اٹھا لو پھر آپؐ نے اس عورت کے پاس کسی کو بھیج کر اسے بلا بھیجا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تو نے اس میں زہر ملایا تھا؟ وہ بولی آپ سے کس نے کہا۔ آپؐ

نے فرمایا مجھے اس گوشت کی دستی نے بتایا ہے۔اس عورت نے کہا بیشک میں نے اس میں زہر ملایا۔آپؐ نے پوچھا آخر تمہارا ایسا کرنے سے ارادہ کیا تھا۔کہنے لگی۔میں نے سوچا اگر آپؐ نبی ہیں تو زہر آپؐ کو کچھ نقصان نہیں دے گا اور اگر آپؐ نبی نہ ہوئے تو آپ سے ہم نجات پا جائیں گے۔اس پر آپؐ نے اس عورت کو معاف فرما دیا

(سنن ابو داؤد شریف کتاب الدیات باب فیمن سقی رجلا سما او اطعمه فمات ایقاد منه)

کسریٰ کے نام خط اور اسکا ردعمل

آنحضرتؐ کے دور میں دنیا کی حکومت دو حصوں میں منقسم تھی ایک حصہ پر قیصر حکمران تھا اور ایک حصہ پر کسریٰ۔

"آنحضرتؐ نے کسریٰ کے نام ایک خط ارسال کیا اور اسے دعوت اسلام دی۔اس شاہ ایران نے تکبر میں آتے ہوئے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہا کہ میری رعایا ہو کر مجھے خط لکھتا ہے۔جب آپؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا اس ملک کا بھی پارہ پارہ ہو جائے گا۔کسریٰ شاہ ایران نے اپنے ماتحت یمن کے گورنر کو لکھا کہ تم دو بہادر آدمی حجاز بھیجو تا کہ وہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔گورنر نے حسب حکم اپنے ایک داروغہ جو ایرانی طریقہ حساب کا ماہر تھا اسے اور ایک اور ایرانی کو اس غرض کے لئے مدینہ روانہ کیا۔ان کے ہاتھ ایک خط رسول کریمؐ کو بھیجا کہ وہ کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اپنے داروغہ کو زبانی کہا کہ ان سے گفتگو کرو اور صحیح احوال مجھ سے بیان کرو۔یہ مدینہ کے قریب پہنچے تو کچھ قریش سے ملے اور پتہ دریافت کیا قریش ایرانیوں سے غرض معلوم کر کے بہت خوش ہوئے اور ایک دوسرے کے سامنے خوشخبری کے طور پر بیان کیا۔یہ دونوں ایرانی چل کر رسول کریم کے پاس آئے اور آنے کی غرض بیان کی اور کہا کہ اگر آپ ہمارے ساتھ چلیں گے تو یمن کا گورنر معافی کے لئے سفارش کرے گا اگر آپ حکم کی سرتابی کریں گے تو شاہ ایران آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا۔آپؐ نے انہیں کہا کہ آج تو جاؤ کل پھر آنا،اس کے بعد آپؐ کو خدا تعالیٰ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کے بیٹے کو اس پر مسلط کر دیا اور اس نے رات اپنے باپ کو قتل کر دیا ہے۔آپؐ نے اگلے دن ان دونوں ایرانیوں کو اس واقعہ کی خبر دی۔وہ حیران ہوئے اور واپس لوٹ کر اپنے گورنر کو بتایا۔کچھ روز بعد یمن کے اس گورنر کے نام اس نئے کسریٰ کا خط پہنچا کہ میں نے اپنے باپ کو اس کے مظالم کی وجہ سے قتل کر دیا ہے اور اب لوگوں سے میری اطاعت کا حلف لو اور جس شخص کے متعلق میرے باپ نے تم کو لکھا تھا اسے اس وقت منسوخ سمجھو اور آئندہ نئے حکم کا انتظار کرو۔اس واقعہ کے بعد یمن کا وہ گورنر دل سے آنحضرتؐ پر ایمان لے آیا"۔

(تاریخ طبری مترجم جلد دوم صفحہ 307-308 ناشر دارالاشاعت کراچی)

حضرت عمرؓ کا ارادۂ قتل اور قبول اسلام

حضرت عمرؓ اپنی انتہائی سختیوں کے باوجود جب کسی کو اسلام سے بددل نہ کر سکے تو آخر کار مجبور ہو کر

"ایک دن خود تلوار اٹھائے آنحضرتﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے گھر سے نکلے اور سیدھا آنحضرتؐ کی طرف چل پڑے۔راستے میں اتفاقاً ایک دوست نعیم بن عبداللہ مل گئے انہوں نے آپ کے یہ تیور دیکھ کر پوچھا کہاں جاتے ہو؟ بولے محمدؐ کا کام تمام کرنے جاتا ہوں۔انہوں نے کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں۔فوراً پلٹے اور بہن کے گھر پہنچے جو قرآن کی تلاوت کر رہی تھیں آہٹ پا کر خاموش ہو گئیں اور قرآن کے اوراق چھپا لئے۔لیکن آواز حضرت عمر کے کانوں میں پڑ چکی تھی انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم دونوں دین سے پھر چکے ہو اور محمدؐ کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔یہ کہتے ہوئے بہنوئی پر جھپٹ پڑے اور مارنا شروع کر دیا بہن بچانے آئی تو اس کو بھی لہولہان کر دیا۔بہن نے کہا جو بن پڑے کر لو اسلام اب ہمارے دل سے نہیں نکل سکتا۔ان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت عمر کا کچھ غصہ کم ہوا تو پوچھا۔اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔بہن نے کہا جب تک تم غسل کر کے پاک نہیں ہو جاتے قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے ہو۔چنانچہ بہن کے کہنے پر آپ نے غسل کیا،بہن نے قرآنی اوراق سامنے رکھ دیئے آپ جوں جوں پڑھتے گئے آپ کی حالت بدلتی گئی اور قرآن کریم کی آیات نے آپ کو بالکل بدل دیا۔فوراً دارارقم میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے۔آنحضرتؐ کے دریافت کرنے پر کہ اے عمر کس ارادے سے آئے ہو۔عرض کی۔ایمان لانے کے لئے۔آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہ نے بے ساختہ اللہ اکبر کا اس زور سے نعرہ لگایا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں"۔

(اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ الجزء الثالث صفحہ 320-321 تابع حرف العین مطبع دارالمعرفۃ بیروت)

یوں خدا تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو جو آنحضرتؐ کے قتل کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے آپؐ کی جھولی میں ڈال دیا۔

ہجرت النبیؐ اور سراقہ کا تعاقب

آنحضرتؐ کا ہجرت کے وقت تعاقب کرنے والے سراقہ بن مالک تعاقب کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں جو بخاری میں مذکور ہے کہ

ہمارے پاس کفار قریش کے ایلچی آئے۔ اور رسول اللہؐ اور ابو بکرؓ ان میں سے ہر ایک کی دیت مقرر کرنے لگے کہ جو شخص انہیں قتل کرے یا قید کرے اسے اس قدر انعام دیا جائے گا۔ اسی اثناء میں کہ میں اپنی قوم بنو مدلج میں بیٹھا ہوا تھا ایک شخص سامنے سے آیا اور آ کر ہمارے پاس کھڑا ہو گیا اور ہم بیٹھے تھے کہنے لگا۔ اے سراقہ! میں نے ابھی سمندر کے کنارے کی طرف کچھ آدمی دیکھے ہیں میں سمجھتا ہوں وہی محمدؐ اور اس کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتے ہیں کہ میں نے شناخت کر لیا کہ وہی ہیں مگر میں نے اس کو کہا کہ وہ ہرگز نہیں ہیں بلکہ تم نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ہمارے سامنے گئے تھے، پھر میں اس مجلس میں کچھ دیر ٹھہرا رہا اسکے بعد اٹھا اور گھر گیا۔ اپنی لونڈی سے کہا کہ میری گھوڑی نکالو اور حکم دیا کہ وہ ٹیلہ کے پرے لے کر کھڑی رہے۔ چنانچہ میں اپنا نیزہ لے کر گھر کے پیچھے کی طرف سے نکلا۔

گھوڑی کو سرپٹ دوڑایا اور یہاں تک کہ میں جب انکے قریب پہنچا تو میری گھوڑی نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ میں اس پر سے گر پڑا۔ میں جلدی سے اٹھا اور ترکش میں ہاتھ ڈال کر دستور کے مطابق تیروں سے فال لی۔ فال میری منشاء کے خلاف نکلی۔ میں نے فال کی پرواہ نہ کی اور پھر سوار ہو کر تعاقب کرنے لگا۔ اس دفعہ میں رسول اللہؐ کے اتنے قریب پہنچ گیا کہ میں نے رسول اللہؐ سے تلاوت فرمانے کی آواز سنی۔ آپؐ نے ایک دفعہ بھی منہ کر کے پیچھے کی طرف نہیں دیکھا مگر ابو بکرؓ (آنحضرتؐ کے فکر کی وجہ سے) اِدھر اُدھر دیکھتے تھے۔ اچانک میری گھوڑی کی اگلی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئیں اور میں اس سے گر پڑا۔ میں نے اپنی گھوڑی کو ڈانٹا اور آخر جب وہ اٹھی تو فضا میں غبار کی وجہ سے گرد دھوئیں کی طرح آسمانوں تک پھیل گئی میں نے پھر فال نکالی تو وہی نکلا جو مجھے ناپسند تھا۔ تب میں نے انہیں آواز دی کہ تم امن میں ہو۔ اس آواز پر وہ ٹھہر گئے میں اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر ان کے قریب پہنچا۔ آپؐ تک پہنچنے میں جو مجھے روکیں آئیں انہیں دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ ضرور آپؐ کا بول بالا ہوگا۔ پھر میں نے آپؐ کو قوم نے جو آپؐ سے متعلق دیت مقرر کی تھی اور جو وہ ارادے رکھتے تھے اس کے متعلق سب کچھ بتایا۔ میں نے ان کے سامنے کچھ زادِ راہ اور سامان پیش کیا مگر انہوں نے مجھ سے نہ لیا اور صرف اس قدر فرمایا کہ ہمارے متعلق کسی کو کچھ نہ بتانا۔ میں نے عرض کی کہ میرے لئے امن کی تحریر لکھ دیں۔ آپؐ نے عامر بن فہیرہ سے فرمایا اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امان لکھ کر دی۔ پھر آپؐ روانہ ہو گئے۔

(بخاری کتاب المناقب باب ھجرة النبی و اصحابه الی المدینه)

الٰہی تصرف سے دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر جانا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

وہ آنحضرتؐ کے ساتھ ایک جنگی مہم پر گئے جب حضورؐ صحابہ کے ساتھ واپس آ رہے تھے کہ قافلہ ایک روز دوپہر کو ایک ایسی وادی میں پہنچا جہاں بہت سے کانٹے دار درختوں کے جھنڈ تھے آپؐ نے وہیں پڑاؤ فرمایا۔ اور لوگ بکھر کر مختلف درختوں کے سائے میں آرام کے لئے چلے گئے۔ آنحضرتؐ نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے آرام فرمایا اور اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہمیں سوئے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ رسول اللہؐ نے ہمیں آواز دی۔ جب ہم حاضر ہوئے تو آپؐ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب میں سو رہا تھا تو اس نے میری تلوار سونت لی تو میں بیدار ہو گیا لیکن تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے جواب دیا 'اللہ' پس وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا لیکن رسول اللہؐ نے اس کو کوئی سزا نہ دی۔

(بخاری کتاب المغازی باب ذات الرقاع)

جنگ حنین کا واقعہ

جنگ حنین میں جب آپؐ کے گرد چند آدمی رہ گئے اور دشمن تیروں کی بارش برسا رہے تھے۔

''حضرت ابوسفیان بن الحارث رسول کریمؐ کے خچر کی باگ آگے سے تھامے ہوئے آپ کو لے جا رہے تھے جب مشرکین نے آپ کو ہر طرف سے آلیا تو آپ خچر پر سے اتر پڑے اور یہ رجز پڑھتے ہوئے

"انا النبی لا کذب　　انا ابن عبدالمطلب"

(میں نبی برحق ہوں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)

تیزی سے دشمن کی طرف بڑھ رہے تھے۔اس وقت رسولؐ سے زیادہ بہادر اور دشمن کے لئے مہلک اور کوئی نہ تھا۔"

(تاریخ طبری مترجم جلد دوم صفحہ354)

شیبہ بن عثمان کا ارادۂ قتل

شیبہ بن عثمان جس کا باپ احد میں مارا گیا تھا نے بیان کیا کہ اس وقت میرے دل میں آئی کہ آج محمدؐ کو قتل کر کے میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا میں نے رسولؐ کے قتل کا ارادہ کرلیا مگر کوئی ایسی شے نظر آئی کہ میرا دل بیٹھ گیا اور مجھے اپنے ارادہ پر قدرت نہ ہوئی میں سمجھ گیا کہ آپؐ کو میری جانب سے اللہ نے محفوظ کر دیا ہے

(تاریخ طبری مترجم جلد دوم صفحہ354)

حضورؐ کے قتل کی ایک ناکام سازش

بنی عامر کا ایک وفد رسولؐ کے پاس آیا۔عامر بن الطفیل رسول کریمؐ کے پاس آیا وہ آپؐ کو دھوکے سے قتل کرنا چاہتا تھا اس سے قبل اس کی قوم نے اس سے کہا اے عامر سب لوگ اسلام لا چکے ہیں تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔اس نے کہا ’بخدا میں نے قسم کھالی ہے کہ جب تک تمام عرب میری اتباع نہ کریں میں کسی حد پر نہیں رکوں گا۔بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اس قریشی کی اتباع کروں۔‘اس کے بعد اس نے اپنے ساتھی اربد سے کہا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں گا اور ان کو اپنی باتوں میں متوجہ کروں گا اس وقت تم تلوار سے ان پر حملہ کر دینا۔یہ رسولؐ کے پاس آئے۔عامر بن الطفیل نے رسولؐ سے کہا اے محمدؐ میں آپ سے علیحدہ میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا جب تک تم اللہ وحدہٗ پر ایمان نہ لے آؤ میں تمہاری خواہش منظور نہیں کرتا مگر اس نے پھر کہا یہ جملہ وہ کہتا جاتا اور منتظر تھا کہ اربد اس کی ہدایت پر عمل کرے مگر اربد خاموش بیٹھا رہا۔جب عامر نے اربد کی یہ کیفیت دیکھی اس نے پھر رسولؐ سے کہا مگر آپؐ نے انکار کر دیا اور فرمایا جب تک تم اللہ وحدہٗ پر ایمان نہ لے آؤ میں تمہاری خواہش منظور نہیں کرونگا۔اس پر اس نے کہا کہ اچھا تو اب میں تمہارے مقابلے کے لئے سرخ گھوڑے سوار اور پیدل کی ایسی زبردست فوج لاؤں گا کہ تمام مدینہ اس سے بھر جائے گا۔اس کے اٹھ جانے کے بعد آپؐ نے فرمایا اے اللہ تو عامر بن الطفیل کی خبر لے۔

رسولؐ کے پاس سے چلے آنے کے بعد عامر نے اربد سے پوچھا میں نے تم کو ہدایت دی تھی اس پر تم نے کیوں عمل نہ کیا۔بخدا روئے زمین پر میرے نزدیک تم سے زیادہ ڈرپوک کوئی اور نہ ہوگا۔اربد نے کہا ذرا جلدی نہ کرو میری بات بھی سن لو بخدا جب میں نے تمہاری ہدایت پر عمل کرنا چاہا تم میرے اور ان کے درمیان حائل نظر آئے سوائے تمہارے مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا تھا تو کیا میں تم پر وار کرتا۔

(تاریخ طبری مترجم جلددوم صفحہ402)

غلامِ احمد

محمد افضل مرزا

ہے　پیرِ پیراں　غلامِ احمد
مسیحِ　دوراں　غلامِ احمد

امام　مہدی　مقام جس کا
زہے　نصیباں　غلامِ احمد

نظامِ　نو　کی　لگا　گیا　ہے
نئی　لکیراں　غلامِ احمد

محمدِ　مصطفیٰؐ　کی　خاطر
سہے　ہے　تیراں　غلامِ احمد

جو سو رہے تھے جگا گیا ہے
کئی　ضمیراں　غلامِ احمد

محبتوں　کی　تلاش　میں　کچھ
بنے　اسیراں　غلامِ احمد

ملی　جنہیں　سروری　خدا　سے
ہمی　فقیراں　غلامِ احمد

ہمارے محبوب اور مشفق خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی چند پیاری یادیں

صاحبزادہ طاہر لطیف

میں ٹورنٹو کینیڈا سے فروری ۱۹۷۶ء میں اپنی فیملی کے ساتھ شکاگو آیا۔اور ستمبر ۱۹۷۸ تک شکاگو میں رہا۔غالباً ۱۹۷۸ میں جن دنوں ہمارے پیارے خلیفہ میاں صاحب تھے شکاگو تشریف لائے تھے میری پہلی دفعہ یہاں ان سے ملاقات ہوئی تو باتوں کے دوران میں نے انکو دعوت دی کہ میاں صاحب اگر آپ ہمارے ہاں تشریف لاسکیں تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔چنانچہ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ "میں ضرور کوشش کروں گا "تو ایک دن رات کو دس بجے برادرم ڈاکٹر انوار صاحب حضور اور انکی بیگم مرحومہ اور انکی دو بیٹیوں کو ہمارے گھر لے آئے۔چونکہ کافی دیر ہوگئی تھی میں نے حضور کو کہا میرا تو دل کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ باتیں کروں لیکن کافی دیر ہوگئی ہے اسپر حضور نے جواب میں فرمایا کہ میرا بھی دل کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ باتیں کروں۔بیگمات سب اوپر بیڈ رومز میں چلی گئیں اور حضور تھوڑی دیر بعد نیچے تشریف لے آئے اور ہم دونوں نے فیملی روم میں دیر تک باتیں کیں۔انکی پیاری اور مؤثر باتوں کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا اور مجھے یہ بھی احساس ہوا یہ میاں تو درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کا عظیم پوتا ہے۔

رات گزاری تو صبح ہوئی اور میں صبح کی نماز کے بعد کچن میں گیا تو وہاں میری بیگم ناشتہ تیار کر رہی تھی میں نے اسلام علیکم کہنے کے بعد ان کی طرف دیکھا تو انکی آنکھوں میں آنسو نظر آئے۔میں نے پوچھا کیا بات خیریت تو ہے۔تو بیگم کہنے لگی ہمارے گھر تو فرشتہ آیا ہوا ہے۔کہنے لگی جب میں تہجد کے لیے اٹھی تھی تو مجھے میاں صاحب کی بھی تہجد کے لیے اٹھنے کی آواز آئی اور پھر صبح کی نماز کے بعد انکی میٹھی اور دردناک آواز میں تلاوت جو میں نے بھی سنی۔اس کا بڑا لطف آیا اور میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔صبح ناشتہ کے بعد حضور،حضور کی بیگم اور ان کی بیٹیاں اور میں بمعہ فیملی سب شکاگو میں ووڈفیلڈ مال پر گئے۔یہاں حضور نے ہم سب کی مووی بنائی۔حضور نے اور انکی بچیوں نے یہاں شاپنگ کی۔حضور نے زیادہ تر فشنگ Fishing کے لیے مختلف چیزیں خریدیں۔یہاں مال میں ایک کسی قدر دلچسپ واقعہ ہوا۔حضور کی ایک بیٹی نے ایک سٹور میں شاپنگ کی تو شاپنگ کے بعد حضور کی بیٹی اور ایک کیشیر لڑکی کے درمیان ہلکی سی سخت کلامی ہو رہی تھی۔حضور انکے پاس تشریف لے گئے اور اپنی بیٹی سے وجہ پوچھی تو اس نے حضور کو بتایا کہ میں نے اس لڑکی کو بیس ڈالر کا بل دیا اور اس نے دس ڈالر بل کے حساب سے چینج واپس دیا ہے اب کہتی ہے کہ میں نے اس کو دس ڈالر کا بل دیا تھا۔میں دور کھڑا تھا میں ان کے پاس گیا اور حضور سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔حضور نے مجھے ساری تفصیل بتائی میری نظر اچانک حضور کی بیٹی کے ہاتھ پر پڑی اور دیکھا کہ اس نے بیس ڈالر کے بل ہاتھ میں فولڈ کر کے پکڑے ہوئے تھے۔مجھے فوراً اس معاملہ کا حل معلوم ہوا۔میں نے اس کیشیر کو کہا کہ تم ذرا اپنا رجسٹر کھولو اس سے فوراً پتہ چل جائے گا جب رجسٹر کھولا تو دس دس ڈالر کے بل بالکل سیدھے پڑے ہوئے تھے اور بیس بیس ڈالر کے بل کے اوپر فولڈ کئے ہوئے پڑا تھا بیس ڈالر کا فوراً پتہ چل گیا چنانچہ اس لڑکی نے sorry کہہ کر معافی مانگ لی اور بیس ڈالر کے حساب سے چینج واپس کر دیا۔ہمارے پیارے حضور مسکرائے اور میری طرف دیکھ کر فرمایا" صاحبزادہ صاحب ! آپ کی نظر بہت تیز ہے ماشااللہ۔"

اس کے بعد حضور سے میری ملاقات دسمبر ۱۹۸۳ء میں ربوہ میں جلسہ سالانہ پر ہوئی۔کابل (افغانستان) سے 15 کے قریب احمدی دوست جلسے پر آئے تھے یہ لوگ بھی اسی دن حضور کی ملاقات کے لیے آئے تھے۔کسی دوست نے ان کو میرے متعلق بتایا تو سب میرے پاس آئے اور خواہش ظاہر کی کہ میں ان کی مدد کروں اور حضور سے ان کی ملاقات کراؤں۔چنانچہ میں فوراً حضور کے پرائیویٹ

سیکرٹری سے ملا اور انہوں نے سب سے پہلے حضور سے ملاقات کا بندوبست کیا۔ملاقات کے دوران کابل کے امیر جماعت نے حضور سے تین سوال پوچھے۔چونکہ وہ صرف فارسی اور پشتو میں بات کر سکتے تھے چنانچہ میں نے اردو میں حضور سے وہ سوال پوچھے۔ان کا پہلا سوال تھا کہ کیا کابل میں غریب احمدیوں کی کابل جماعت کے چندہ عام سے مدد کر سکتے ہیں۔حضور نے جواب میں فرمایا نہیں۔جماعت کا چندہ آپ مرکز میں ربوہ بھیجیں اور غریب احمدیوں کو جو مالی ضرورت ہو اس کے لیے آپ مرکز کو مالی امداد کے لیے لکھیں۔دوسرا سوال کابل کے امیر صاحب کا حضور سے تھا کہ حضور یہاں جلسہ کے مبارک موقع پہ آئے ہیں لیکن ہمیں نہ آپ کی تقریر کی کوئی سمجھ آئی ہے نہ دوسرے علماء کی تقاریر کی ہمیں سمجھ آئی ہے۔حضور نے جواب میں فرمایا "بشیر رفیق کو بلائیں" حضور نے پیچھے مڑ کر ڈیوٹی پر ایک شخص کو مخاطب کیا اور پھر حضور نے فرمایا کہ ان کو بتائیں کہ آئندہ جلسے پر سب تقاریر کا خلاصہ ہر دن کے آخر پر بشیر رفیق صاحب پشتو زبان میں آپ سب کے سامنے پیش کریں گے انشاءاللہ۔کابل کے سب احمدی اپنے پیارے خلیفہ کا نورانی چہرہ دیکھ کر اور ان کے حُسن اخلاق سے بے حد خوش ہوئے۔مجھے افسوس ہے کہ تیسرا سوال اس وقت مجھے یاد نہیں آ رہا۔کابل کے امیر صاحب نے مجھے بتایا کہ کابل شہر میں سو سے زیادہ احمدی ہیں۔

ویسے میں حضور کو دعا کے لیے لکھتا رہا لیکن پاکستان سے لندن ہجرت کرنے پر حضور نے مجھے لمبا خط تحریر فرمایا جس میں جرنیل ضیاء کے برے ارادوں اور خطرناک سازش کا تفصیل سے ذکر فرمایا تھا وہ خط اب بھی میرے پاس موجود ہے۔پھر حضور جون ۱۹۸۹ء میں یہاں امریکہ میں جوبلی جلسہ پر تشریف لائے یہ ایک بہت بڑا تاریخی جلسہ تھا مجھے یاد ہے اس میں مکرم سرور صاحب نے حضور کی احمدی شہداء سے متعلق نظم پُرسوز اور دردناک انداز میں سنائی تھی اور ایک بڑا ایمان افروز سماں تھا حضور نے خود دو دفعہ صاحبزادہ عبداللطیف شہید زندہ باد کا نعرہ لگایا یہ پیارا نظارہ کم از کم میرے دل پر ہمیشہ کے لیے نقش ہو گیا۔

جلسہ گزرنے کے بعد ہمارے پیارے خلیفۃ المسیح لندن واپس تشریف لے گئے اسکے تین چار دن بعد میں اپنے آفس سے جمعہ کی نماز پر مسجد فضل گیا جمعہ کی نماز کے بعد میں نے نوٹ کیا کہ محترم میاں مظفر احمد صاحب مرحوم میری طرف بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں چنانچہ میں میاں صاحب مرحوم کی طرف بڑھا اور اسلام علیکم کہا۔فرمانے لگے "صاحبزادہ صاحب ! آپ پچھلے سنڈے کہاں گئے تھے ہم نے آپ کو بہت فون کیئے کیونکہ حضور آپ کے گھر آنا چاہتے تھے" میں نے بتایا کہ ہم تقریباً سارا دن گھر سے باہر تھے۔مجھے بے انتہا اداسی ہوئی کہ ایک مبارک وجود، عظیم ہستی اور ہمارا پیارا خلیفہ وقت بن بلائے ہمارے گھر تشریف لانا چاہتے تھے اور ہم گھر پر موجود نہیں تھے یہ تو ایک عظیم سعادت اور بہت بڑی عزت تھی۔ویسے مجھے بڑے عرصے سے اس بات کا علم تھا کہ ان کو حضرت شہید مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے ساتھ بہت پیار اور محبت تھی۔میرے بڑے بھائی صاحبزادہ احمد لطیف مرحوم کئی سال سخت بیماری کی وجہ سے بستر پر بیمار پڑے رہے۔جب حضور خلیفہ منتخب ہوئے تو ہر عید کی نماز کے بعد اور جلسہ سالانہ سے پہلے حضور میرے بھائی جان کی بیمار پرسی کے لیئے دارالصدر غربی تشریف لیجاتے تھے۔ہمارے خاندان میں جولائی ۱۹۸۰ء میں ایک نہایت دردناک حادثہ ہوا میری بہت پیاری بیٹی فریدہ جان ایک بہت چھوٹے ایکسیڈنٹ میں کار سے گر گئی اور سر پر چوٹ آنے سے ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئی انا للہ و انا الیہ راجعون۔اگر چہ میرا یہ مضمون حضور رحمہ اللہ کی سنہری یادوں سے متعلق ہے لیکن مختصراً یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ میری بیٹی کی جدائی پر یہاں ورجینیا میں احمدی بھائیوں اور بہنوں نے بہت محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا۔جب ہم پیاری بیٹی کی میت کو بائی ائیر مشیگن سے واشنگٹن ایئر پورٹ لائے اور میں اپنی بیگم کے ساتھ اتر کر باہر ایئر پورٹ پر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہمیں رسیو کرنے احمدی بھائیوں کی ایک لمبی قطار کھڑی ہے اور قطار کے سرے پر ہمارے امریکہ کے امیر محترم حضرت مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم کھڑے ہیں۔مرحوم میاں صاحب بڑے پیار سے مجھے گلے ملے اور اسکے بعد سب احمدی بھائی ایک ایک کر کے گلے ملے۔محترم میاں صاحب نے بطور امیر ایک بہت بلند اخلاق اور ہمدردی کا نمونہ پیش کیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم میاں صاحب کو جنت الفردوس میں خوبصورت مقام عطا فرمائے آمین۔

اسکے بعد جون ۱۹۹۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ امریکہ کے جلسہ سالانہ پر تشریف لائے تھے اور حضور محترم میاں صاحب کے گھر میں ٹھہرے تھے۔جلسہ گزرنے کے بعد ایک دن میاں صاحب مرحوم کے گھر سے فون آیا کہ حضور آپ کی بیٹی کی وفات پر افسوس کے لیئے آپ کے گھر آنا چاہتے ہیں۔چنانچہ

عصر کے وقت حضور بمع اپنی بیگم صاحبہ مرحومہ،محترم میاں صاحب مرحوم،محترم مظفر احمد ظفر صاحب مرحوم،مکرم پرائیوٹ سیکرٹری،مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب اور خدام کے ہمارے گھر تشریف لے آئے ۔خدام باہر ہمارے گھر کے پورچ پر بیٹھ گئے ۔محترمہ بیگم صاحبہ بمعہ حضور کی دو بھانجیوں کے میری بیگم کے پاس اندر گھر تشریف لے گئیں ۔حضور اور مہمانوں نے چائے پی یہاں تقریباً 45 منٹ حضور تشریف فرما رہے اور حضور اور میاں صاحب کے ساتھ باتیں ہوئیں ۔حضور کی تشریف آوری اور سارے وزٹ کی پوری مووی عزیزم قاسم شاہ نے بنائی جو کہ میرے پاس موجود ہے۔چائے پینے کے بعد حضور اور میں گھر کے اندر میری بیگم کے پاس گئے ۔حضور نے میری بیگم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں نے خواب میں آپ کے والد صاحبزادہ صاحب (صاحبزادہ عبدالحمید صاحب مرحوم) کو دیکھا۔وہ مجھ سے کچھ ناراض لگتے تھے اور انہوں نے مجھے کہا کہ کیا آپ نے میری بیٹی کو تسلی دی ہے تو میں نے ان کو بتایا کہ میں صرف فون یا خط لکھنے کے ذریعے تسلی نہیں دونگا بلکہ خود انکے پاس تسلی کے لیے جاؤ نگا" یہ سنتے ہی میری جذباتی کیفیت بے قابو ہوئی اور میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں پھر حضور نے ہماری بیٹی کے ایکسیڈنٹ سے متعلق باتیں پوچھیں ۔اور آخر میں ہمارے محبوب خلیفہ نے دردبھری دعا فرمائی ۔یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارا یہ پیارا خلیفہ عظیم خلق ، ہمدردی اور محبت کا مجسمہ تھا ۔خطابات ،کتابوں کی تحریر ،سوالات و جوابات کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی صداقت اور تبلیغ کے لئے عظیم خزانہ چھوڑ کر ہم سے جدا ہوئے ۔

اے پیارے رحیم و کریم رب! ہمارے شفیق اور پیارے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی روح مبارک پر ہزاروں لاکھوں رحمتیں نازل فرما اور جنت الفردوس میں اپنے پیاروں کے ساتھ بہت بڑا مقام عطا فرما۔آمین یارب العالمین

(ٹائپنگ: قرۃ العین)

احمدیت

(ایک نیا تمدّن ،ایک نئی ثقافت)

ارشاد عرشی ملک
arshimalik50@hotmail.com

پنج وقت کی عبادت ، پہچانِ احمدیت
قُربِ خُدا کی خواہش ، ارمانِ احمدیت
صبر و رضا کے خُوگر ،سب اپنے مرد و زن ہیں
ہر پل دُعاؤں سے پُر ، دامانِ احمدیت
ہر ایک سے محبت ،نفرت نہیں کسی سے
ہر جا برس رہا ہے ، بارانِ احمدیت
یہ جان و مال کیا ہے،اسلام پر فدا ہے
دینِ خُدا کی خدمت ، ایمانِ احمدیت
جھنڈا کریں گے اُونچا،دُنیا میں مصطفٰےؐ کا
ایقانِ احمدیت ، وجدانِ احمدیت
جگ میں اُبھر رہی ہے اِک دل نشیں ،ثقافت
تقویٰ ،بس ایک تقویٰ ،عنوانِ احمدیت
رنگت جُدا جُدا ہے،قومیں جُدا جُدا ہیں
یکساں مگر لبوں پر پیانِ احمدیت
دیکھو اُتار کر تم ، یہ چشمہء تعصب
تب آشکار ہو گا ، عرفانِ احمدیت
اُردو زباں میں لکھیں مہدؑی نے سب کتابیں
اُردو زبان پر ہے، احسانِ احمدیت
جس مُلک میں ہوں پہرے ،تبلیغ دینِ حق پر
وہ ملک میرے پیارو ، زندانِ احمدیت
گھر بار تک لُٹا کر ، دل مطمئن ہیں اپنے
اللہ پر توکل ، سامانِ احمدیت
مہدؑی کی پاک نظمیں ،جاری ہر ایک لب پر
چھوٹے بڑے کو ازبر ، دیوانِ احمدیت
سرشار عشق میں ہیں ،سب عاشقِ خلافت
عرشی یہ عشق ہی ہے ، پہچانِ احمدیت

ورثہ میں عورتوں کے حقوق

رحمت اللہ بندیشہ۔ ربوہ

آنحضور ﷺ کی بعثت سے پہلے کے زمانہ کو زمانہ جاہلیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یعنی وہ زمانہ جس میں حد درجہ کی جہالت، کفر، ظلم اور بربریت پائی جاتی تھی۔ عورتوں کے کوئی حقوق نہ تھے ان سے بہیمانہ سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا ان کا معمول تھا۔ ان کو کسی قسم کے کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔ اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہوجاتا تو اسے اس کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہ ملتا، اگر لڑکی کا باپ فوت ہوتا تو لڑکی اپنے باپ کے ورثہ سے محروم رہتی۔ بھائی فوت ہوتا تو بہن کا جائیداد میں کوئی حصہ نہ ہوتا بلکہ صرف مرد رشتہ دار وارث بنتے۔ توریت جو کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے شریعت کی کتاب ہے۔ اس میں بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

''بنی اسرائیل سے کہو کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس صورت میں اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔''

(گنتی باب 27 آیت : 8)

گویا پہلے بیٹوں کا حق ہے بعد میں بیٹی کا اور بیوی کو پھر بھی محروم رکھا جاتا تھا۔

عرب میں مختلف طریق رائج تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ اگر کوئی شخص فوت ہوتا تو ہر قسم کی جائیداد میں خاندان کے تمام مرد برابر کے حصہ دار سمجھے جاتے اور عورتوں کا کوئی حصہ نہ ہوتا۔

ایک طریق یہ تھا کہ باپ کی وفات کے بعد بڑا لڑکا ہی تمام جائیداد کا وارث ہوتا نہ چھوٹے لڑکوں کو جائیداد ملتی اور نہ ہی بیٹیاں اس میں حصہ دار ہوتیں۔ اور اگر میت کے کوئی نرینہ اولاد نہ ہوتی تو پھر میت کے بھائی یعنی میت کے بچوں کے چچا اس کے وارث ہوتے۔

گویا عرب کے معاشرہ میں کسی صورت میں بھی عورت کو حصہ نہ ملتا تھا۔ وہ اپنے والد، بھائی، خاوند اور بیٹے کی جائیداد سے محروم رہتی اور اپنی جائیداد پر غیروں کے قبضہ کو بڑی حسرت اور بے بسی سے برداشت کرتی۔

جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو جہاں آپ نے عورتوں پر بے شمار احسانات کیے وہاں آپ کا ایک عظیم الشان احسان یہ تھا کہ آپ نے عورت کو جائیداد میں حصہ دار بنایا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ص وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ط نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ○

(النسآء:8)

مَردوں کیلئے اس ترکہ میں سے ایک حصّہ ہے جو والدین اور اقرباء نے چھوڑا۔ اور عورتوں کیلئے بھی اس ترکہ میں ایک حصّہ ہے جو والدین اور اقرباء نے چھوڑا۔ خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ (یہ ایک) فرض کیا گیا حصّہ (ہے)۔

گویا عورتوں کو بھی مردوں کے ساتھ جائیداد میں حصہ دار بنا دیا اور تاکید فرمائی کہ عورت کو اس کا حصہ ادا کرو خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اور یہ حصص مقرر کر دیئے کہ یہ حصص فرض کئے گئے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے ادا کرے اور جو چاہے نہ دے۔

احادیث میں آتا ہے کہ حضرت اوس بن ثابتؓ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے نرینہ اولاد کوئی نہ تھی۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوی اور تین بچیاں چھوڑیں۔ حضرت اوس کے رشتہ داروں نے زمانہ جاہلیت کے طریق کے مطابق ان کی کل جائیداد ان کے چچا زاد بھائیوں کے سپرد کر دی۔ حضرت اوس کی زوجہ محترمہ آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح اوس کے چچا زاد بھائیوں نے ان کی تمام جائیداد پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ اور ان کی بچیاں خالی ہاتھ رہ گئی ہیں۔ اس وقت تک وراثت کے احکامات نازل نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ ابھی آپ انتظار کریں۔ اور اوس

کے بھائیوں کو بھی کہا کہ اوس کی جائیداد کو بحفاظت رکھیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اس کے بارہ میں کوئی فیصلہ فرمادے۔

(تفسیر کشاف زیر آیت للرجال نصیب ...)

اسی دوران ایک اور صحابی حضرت سعد بن ربیعؓ جنگ احد میں شہید ہو گئے اور ان کی جائیداد پر بھی حسب رواج انکے بھائی نے قبضہ کر لیا اور ان کی بیویاں اور دو بچیاں بالکل محروم رہ گئیں۔ ان کی زوجہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سعد کی شہادت کے بعد بچیوں کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور لڑکیوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے ورثہ کے تفصیلی احکام نازل ہونے پر بچیوں کے چچا کو بلایا اور فرمایا: سعد کی بیٹیوں کو 2/3 دے دو اور 1/8 لڑکیوں کی والدہ کو دو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔

(ترمذی ابواب الفرائض باب ما جاء فی میراث البنات)

اس طرح دنیا کی تاریخ میں یہ پہلا دن تھا جب اس روئے زمین پر عورت کو بھی مرد کی طرح جائیداد میں مستقل حصہ دار قرار دیا گیا اور عورت کے حق وراثت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ عملی طور پر عورت کے حقوق دلوائے گئے۔

عورتوں کا حصہ مردوں سے کیوں کم ہے؟

یہاں پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ عورت کا حصہ مردوں کی نسبت کم کیوں مقرر کیا گیا ہے۔ یعنی مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر حصہ کیوں رکھا گیا۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

’’قرآن شریف نے مرد سے عورت کا حصہ نصف رکھا ہے اس میں بھید یہ ہے کہ نصف اس کو والدین کے ترکہ میں سے مل جاتا ہے اور باقی نصف وہ اپنے سسرال میں سے جا لیتی ہے اور پھر اس کے نان ونفقہ اور لباس وپوشاک کا ذمہ دار بھی اس کا خاوند ہوتا ہے۔ اس طرح سے عورت مرد سے بڑھ جاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ :504)

حضرت مصلح موعودؓ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’عورت کا حصہ مرد سے اکثر حالتوں میں نصف رکھا ہے ......اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے عورت پر خرچ کی کوئی ذمہ واری نہیں رکھی۔ تمام اخراجات مرد پر رکھے ہیں اس وجہ سے مرد کی مالی ذمہ داری بہ نسبت عورت کے بہت زیادہ ہوتی ہے پس وہ زیادہ حصہ کا مستحق تھا۔ بچوں کی پرورش، بیوی کی پرورش مرد کے ذمہ ہے۔ عورت اگر نکاح کرے گی تو اس کا اور اس کی اولاد کا خرچ اس کے خاوند کے ذمہ ہوگا۔ اگر نہ کرے گی جسے اسلام پسند نہیں کرتا تو وہ اکیلی جان ہوگی مگر مرد اگر نکاح کرے گا اور اسی کا اسلام اسے حکم دیتا ہے، تو اسے اپنے بیوی بچوں کا خرچ برداشت کرنا پڑے گا۔ پس مرد کا عورت سے دگنا حصہ مرد کی رعایت کے طور پر یا عورتوں کی ہتک کے طور پر نہیں ہے بلکہ واقعات کو مدنظر رکھ کر یہ حکم دیا گیا ہے اور عورتوں کو اس میں ہرگز نقصان نہیں۔ بلکہ وہ شائد پھر بھی فائدہ میں رہتی ہیں۔‘‘

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام ، انوارالعلوم جلد 8 صفحہ 278)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’تمہاری اولاد کے حصوں کے بارے میں خدا کی یہ وصیت ہے کہ لڑکوں کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا کرو۔ یہ اس لیے کہ لڑکی سسرال میں جا کر ایک حصہ لے لیتی ہے پس اس طرح سے ایک حصہ ماں باپ کے گھر سے پاکر اور ایک حصہ سسرال سے پاکر اس کا حصہ لڑکے کے برابر ہو جائے گا۔‘‘

(چشمہ معرفت صفحہ 202)

حضرت مصلح موعودؓ نے 1937 کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضرین جلسہ کو کھڑا کر کے عورتوں کو شریعت کے مطابق حصہ دینے کا عہد لیتے ہوئے فرمایا کہ:

’’میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہر مخلص اقرار کرے کہ آئندہ وہ اس کی پابندی کرے گا اور اپنی بیٹی، اپنی بہن، اپنی بیوی اور اپنی ماں کو وہ حصہ دے گا جو شریعت نے انہیں دیا ہے۔ اور اگر وہ اس کی پابندی کرنے کے لیے تیار نہیں تو وہ ہم سے الگ ہو جائے۔ اور جو لوگ اس مسئلہ پر عمل نہ کریں ان کے متعلق غور کیا جائے کہ ان کے لیے کیا تعزیر مقرر کی جاسکتی ہے۔ اور اگر کوئی ہماری تعزیر کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو ایسے شخص کو جماعت سے نکال دیا جائے۔

اس پر حضور نے تمام حاضرین سے اس پر عہد لیا کہ کیا وہ اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں تو سب نے لبیک لبیک کہتے ہوئے اقرار کیا۔‘‘

(انقلاب حقیقی ۔ انوار العلوم جلد 15 ص107 تا 109)

اس زمانہ میں بھی خلفاء کرام نے احمدی عورتوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ اپنا حصہ طلب کریں اگر وہ ایسا نہیں کرتیں تو وہ خدا کی بارگاہ میں گناہ گار قرار پائیں گی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے عورتوں کو اپنا حق وراثت لینے کی تلقین کرتے ہوئے نصیحت فرمائی تھی کہ:۔

''خدا تعالیٰ نے تمہیں جو حق دیا ہے۔ تمہیں جرأت سے کام لینا چاہیے کیونکہ یہ اگر تمہاری خاموشی اور تمہاری کمزوری ان ظالموں کے ہاتھ مضبوط کرے گی تو ان گناہوں کا ایک حصہ تم بھی کماؤ گی۔ کیونکہ وہ اس پر دلیر ہوتے چلے جائیں گے۔ ہر احمدی عورت کو میدان میں آنا چاہیے جس کا حصہ مارا گیا ہے خدا نے فریضہ مقرر کیا ہے اس کو لازماً قضا کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے کہ اس کا ردعمل کیا ہے اور اگر وہ ایسا کریں گی تو پھر آئندہ لوگوں کو نصیحت ہوگی، خوف پیدا ہوگا۔''

(درس القرآن 4فروری 1994ء الفضل انٹرنیشنل 16 فروری 1996)

آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی ہمیں اس طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ عورتوں کو ان کا حق وراثت دیا جائے۔ اس لیے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر احمدی گھرانے کا یہ فرض ہے کہ وہ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اسی طرح عورتوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے حقوق طلب کریں تا کہ ایسے افراد دلیر نہ ہو جائیں جو عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور ہمیں اسلام کی حسین تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''حقیقت حال جو ہے وہ بہرحال واضح کرنی چاہیے کہ ایک تو یہ کہ کسی کا حق مارا گیا ہے تو نظام حرکت میں آئے اور ان کو حق دلوایا جائے دوسرے ایک چیز جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے شریعت کی رو سے اس سے وہ اپنے آپ کو کیوں محروم کر رہی ہیں اور صرف یہی نہیں کہ اپنے آپ کو محروم کر رہی ہیں بلکہ وصیت کے نظام میں شامل ہو کے جو اُن کا ایک حصہ ہے اس سے خدا تعالیٰ کے لئے جو دینا چاہتی ہیں اس سے بھی غلط بیانی سے کام لے کے وہاں بھی صحیح طرح ادائیگی نہیں کر رہیں تو اس لئے یہ بہت احتیاط سے چلنے والی بات ہے وصیت کرتے وقت سوچ سمجھ کر یہ ساری باتیں واضح طور پر لکھ کے دینی چاہئیں۔''

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ116)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک آدمی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت! میری بیوی نے اپنی خوشی سے مجھے حق مہر معاف کر دیا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا ''ہم ایسی معافی کو جائز نہیں سمجھتے۔ آپ اپنی بیوی کو مہر ادا کر دیں اور پھر اگر وہ اپنی خوشی سے آپ کو مہر کی رقم واپس کر دے تو تب جائز ہوگا''۔ یہ صاحب کہیں سے قرض لے کر دوڑے ہوئے اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس کی جھولی میں مہر کی رقم ڈال دی اور پھر چند سیکنڈ انتظار کرنے کے بعد بیوی سے کہا کہ تم نے تو مہر معاف کر دیا ہوا ہے۔ اب یہ رقم مجھے واپس کر دو۔ اس نے کہا واہ! اب میں کیوں واپس کروں؟ میں تو سمجھتی تھی کہ آپ نے مہر دینا ہی نہیں اس لئے مفت احسان کیوں نہ رکھوں۔ لیکن اب جب آپ نے مہر دے دیا ہے تو یہ میرا حق ہے میں اسے واپس نہیں کرتی۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:

جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ یَخْتَصِمَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَوَارِیْثَ بَیْنَهُمَا قَدْ دَرَسَتْ ، لَیْسَ بَیْنَهُمَا بَیِّنَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَ لَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهٖ اَوْ قَالَ لِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاِنِّیْ اَقْضِیْ بَیْنَکُمْ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ اَخِیْهِ شَیْئًا فَلَا یَاْخُذْهُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ یَاْتِیْ بِهَا اِسْطَامًا فِیْ عُنُقِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَبَکَی الرَّجُلَانِ وَ قَالَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَقِّیْ لِاَخِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اَمَّا اِذَا قُلْتُمَا فَاذْهَبَا فَاقْتَسِمَا ثُمَّ تَوَخَّیَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ لِیُحَلِّلْ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْکُمَا صَاحِبَهٗ۔

(مسند احمد صفحہ 320/6 ابو داود کتاب القضاء باب فِیْ قضاء القاضی اِذَا اخطا)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس دو آدمی آئے جن میں وراثت کی ملکیت کے بارہ میں جھگڑا تھا اور معاملہ پرانا ہو جانے کی وجہ سے ثبوت کسی کے پاس نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی بات سن کر فرمایا میں انسان ہوں اور ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی زیادہ لسان ہو اور بات کو بڑے عمدہ

انداز اور لہجہ میں بیان کرسکتا ہو اور میں اس کی باتوں سے متاثر ہوکر کوئی رائے قائم کروں اور اس کے حق میں فیصلہ دے دوں حالانکہ حق دوسرے فریق کا ہو۔ ایسی صورت میں اسے اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے اور اپنے بھائی کا حق نہیں لینا چاہئے کیونکہ اس کے لئے وہ ایک آگ کا ٹکڑا ہے جو میں اسے دلا رہا ہوں۔ اگر وہ لے گا تو قیامت کے دن وہ سانپ بن کر اس کی گردن پر لپٹا ہوا ہوگا۔ حضور ﷺ کی یہ بات سن کر دونوں کی چیخیں نکل گئیں اور ہر ایک نے عرض کیا۔ حضور! وہ کچھ نہیں لینا چاہتا۔ ساری جائیداد میرے بھائی کو دے دی جائے آپؐ نے یہ سن کر فرمایا جب تم اس پر آمادہ ہو تو یوں کرو کہ جائیداد تقسیم کرکے قرعہ اندازی کرلو جس حصہ کے بارہ میں جس کا قرعہ نکلے وہ، وہ حصہ لے لے اور دوسرے کے حصہ میں نکلا ہوا قرعہ اسے بخش دے یعنی اگر اس کا کوئی حق دوسرے کے حصہ میں ہے تو وہ اسے معاف کردے اور اسے بخش دے۔

اعلان

قارئین مجلّہ النور سے درخواست ہے کہ مجلّہ کے درج ذیل شماروں کیلئے عنوان کے مطابق تاریخ مقررہ تک معیاری منظوم کلام اور مضامین بھجوا کر ممنون فرمائیں،

عنوان	تاریخ مقررہ
مصلح موعود نمبر	10 جنوری 2014
مسیح موعود نمبر	10 فروری 2014
رسول پاک ﷺ نمبر	10 مارچ 2014
خلافت نمبر	10 اپریل 2014

جزاکم اللہ خیرا --- (ادارہ)

مبارک ہو مبارک۔ حضرتِ مسرور آئے ہیں

خانم رفیعہ مجید

مبارک ہو مبارک ۔ حضرتِ مسرُور آئے ہیں   نئے پھر باغِ مہدی میں وہ بارو بُور آئے ہیں

بفضلِ تعالیٰ پھر سے زندگی کے نُور آئے ہیں   ہمیں دردِ ہجر، دردِ یتیمی سے بچانے کو

پھیلائے جھولیاں دَر پہ تیرے مہجور آئے ہیں   بہاریں یہ خلافت کی سدا پھولیں پھلیں یا ربّ!

دَرِ رحمت ہوَا وَا ، آپ کوہِ طُور آئے ہیں   چھپا جو آفتابِ نُور۔ نابینا۔ چشمِ بینا تھی

محمد مصطفیٰؐ کے اُمّتی مسرُور آئے ہیں   مجسّم حُسنِ نورانی کی اک تصویرِ لاثانی

طلب میں بادۂ نُوری کے عاشق چُور آئے ہیں   چلے آؤ سبھی اے طالبانِ حق نہ گھبراؤ

مزے اس زندگی کے آج پھر بھر پُور آئے ہیں   ہِلالِ نَو نظر آیا ہے ان دھندلی فضاؤں میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

28-11-13

مکرم کریم اللہ زیروی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے احمدیہ گزٹ امریکہ کے ماہ اگست رستمبر اور اکتوبر 2013 کے شمارے موصول ہوئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ان شماروں میں ماشاء اللہ مفید علمی وتربیتی مضامین اکٹھے کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ اسے مزید معیاری اور مفید بنا سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور جملہ کارکنان کا حامی وناصر ہو اور آپ سب کو ہمیشہ اخلاص ووفا کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفة المسیح الخامس